مسلسل اشاعت کے چوالیس سال

بیاد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ

دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

ماہنامہ الحق

529

ذیقعدہ ۱۴۳۰ھ

ستمبر 2009

مدیر مسئول مولانا سمیع الحق

معاونین جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے ایک ضروری

اپیل

محترم! دارالعلوم حقانیہ کی علمی، ملی و دینی ہمہ گیر خدمات سے بحمد للہ آپ بخوبی واقف ہیں اور موجودہ پُرفتن دور میں ایسے مرکز علوم رسالت کی اہمیت وضرورت بھی آپ پر مخفی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دعوت وتبلیغ، تعلیم وتدریس، اصلاح وارشاد اور جہاد کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کی ذمہ داری ملک وبیرون ملک فضلائے حقانیہ نے نہ سنبھالی ہو۔ صرف ایک جہاد افغانستان کو لیجئے تو دارالعلوم کے ہزاروں فضلاء اور طلباً نے اس صدی کے عظیم جہاد میں قائدانہ کردار ادا کیا جو تمام معاونین کے لئے تاقیامت صدقہ جاریہ بن رہا ہے۔

جامعہ حقانیہ اپنے تمام ترقی پذیر شعبوں میں خطیر مصارف (جو کہ تعمیراتی اخراجات کے علاوہ سالانہ واجبی مصارف دو کروڑ سے متجاوز ہیں) کا محتاج ہے جبکہ دارالعلوم حکومتوں کے تعاون سے بھی بالکل بے نیاز ہے اور نہ ہی اس کے باضابطہ مستقل سفراء ہیں، صرف اور صرف آپ جیسے حساس دردمند اہل خیر معاونین کے مالی تعاون سے یہ سارا کارخانہ علوم نبوت چل رہا ہے۔ جس میں ڈھائی ہزار تک طلباً علوم نبویہ سے ہر سال مستفید ہوتے ہیں۔ ایسے نازک وقت میں آپکی توجہات کی مزید شدت سے ہمیں ضرورت ہے کہ خود اور اپنے زیر اثر حلقہ احباب و اہل خیر میں بھی دارالعلوم کے مالی تعاون کے لئے سعی فرمائیں اور اللہ کے دین کے فروغ اور حق کی بالادستی کے لئے کوشاں اس ادارہ کی پہلے سے بڑھ چڑھ کر ہر ممکن تعاون اور سرپرستی سے ممنون فرمائیں۔ **واجرکم علی اللہ۔**

ترسیل زر کا پتہ

(مولانا) سمیع الحق

مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

اکاؤنٹ نمبرز: یو بی ایل اکوڑہ خٹک 100-0001-7

نیشنل بینک اکوڑہ خٹک 17 - 5 ☆ مسلم کمرشل بینک جہانگیرہ 1120 - 6

Email: editor_alhaq@yahoo.com

قرآن اکیڈمی لائبریری
12-11-09
K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور

محمد شاہد حنیف
انچارج شعبہ رسائل وجرائد، مجلس التحقیق الاسلامی،
۹۹ جے ماڈل ٹاؤن لاہور

اشاریہ ماہنامہ الحق جلد ۴۴ [۲۰۰۸-۰۹ء]

مضامین کی فہرست موضوعات کے لحاظ سے سلسلہ واران صفحات سے دی گئی ہے جو ہر صفحے کے نیچے لکھے ہوتے ہیں۔ یہ فہرست جلد کے آغاز میں لگوائی جائے۔ نیز اس اشاریے میں تمام مضامین کی موضوعاتی تقسیم کے بعد اِن کو ترتیبِ زمانی کے اعتبار سے درج کیا گیا ہے، تاکہ موضوع کا ارتقا بھی پیشِ نظر رہے۔ اس کے ساتھ تبصرۂ کتب کو بھی متعلقہ موضوع کے تحت مقالات کے بعد لکیر لگا کر نیچے درج کیا ہے۔ تاکہ محققین کو اپنے موضوع کے بارے ایک ہی جگہ مقالات اور کتب سے آگاہی ہو سکے۔ یاد رہے کہ ماہنامہ الحق کا ۴۴ سال کا مکمل اشاریہ جس میں ۴۴ سال میں شائع ہونے والے ۷۸۴ مصنفین کے ۱۵۰۰ مصنفین کے ۸۰۰۰ مقالات کا ۳۲۵ موضوعات پر مشتمل اشاریہ تیار ہو کر عنقریب شائع ہونے والا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (مدیر)

تصویرِ وطن [نقشِ آغاز]

سمیع الحق، مولانا	قومی سلامتی پارلیمانی کمیٹی کے اہم اجلاس میں دس نکاتی تجاویز	دسمبر ۲۰۰۸/ ۹
راشد الحق سمیع، حافظ	سوات میں معاہدۂ اُمن اور نظامِ عدل کا نفاذ...... [اداریہ]	فروری ۲۰۰۹/ ۲
راشد الحق سمیع، حافظ	نا اہل حکمران پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ [اداریہ]	فروری ۲۰۰۹/ ۳
راشد الحق سمیع، حافظ	چیف جسٹس افتخار چودھری کی بحالی [اداریہ]	اپریل ۲۰۰۹/ ۳
راشد الحق سمیع، حافظ	حکومت کی ناکام خارجہ پالیسی پر نظرِ ثانی کی ضرورت [اداریہ]	اپریل ۲۰۰۹/ ۳
راشد الحق سمیع، حافظ	مولانا شیر علی شاہ کی قیادت میں مولانا صوفی محمد سے وفد کی ملاقات [اداریہ]	اپریل ۲۰۰۹/ ۹-۱۰
راشد الحق سمیع، حافظ	مولانا عبدالعزیزؒ خطیب لال مسجد، اسلام آباد کی رہائی [اداریہ]	اپریل ۲۰۰۹/ ۳
راشد الحق سمیع، حافظ	نظامِ عدل ریگولیشن کی قومی اسمبلی سے منظوری...... [اداریہ]	اپریل ۲۰۰۹/ ۲
راشد الحق سمیع، حافظ	سوات معاہدۂ امن کی ناکامی......سوات ودیگر علاقوں میں فوجی آپریشن [اداریہ]	مئی ۲۰۰۹/ ۲-۳
راشد الحق سمیع، حافظ	کیری لوگر بل: امریکی غلامی کا نیا پھندہ [اداریہ]	اگست ۲۰۰۹/ ۲-۳
اسلم بیگ، مرزا	ہماری پاک افغان پالیسی کیا ہونی چاہیے؟	ستمبر ۲۰۰۹/ ۳۳-۳۶

عالمِ اسلام و عالمِ مغرب

راشد الحق سمیع، حافظ	نئے امریکی صدر اوبامہ کی جیت (عالم اسلام اور پاکستان کے لیے خطرات) [اداریہ]	اکتوبر ۲۰۰۸/ ۲-۳
سمیع الحق، مولانا	امریکی راہنما مارٹن لوتھر کنگ کا قتل [صدر کے انتخاب کے پس منظر میں]	اکتوبر ۲۰۰۸/ ۵-۷

سمیع الحق، مولانا — امریکی صدر اوبامہ کے انتخاب پر بیان و تبصرہ — اکتوبر۲۰۰۸/۴

راشد الحق سمیع، حافظ — بھارت کا جنگی جنون کس کی ایما پر[اداریہ] — دسمبر۲۰۰۸/۳۔۴

راشد الحق سمیع، حافظ — غزہ میں اسرائیل کے ہاتھوں انسانیت موت کے دروازے پر[اداریہ] — دسمبر۲۰۰۸/۲۔۳

راشد الحق سمیع، حافظ — بش کی شرمناک رُخصتی سے نئے صدر اوبامہ کے لیے سبق[اداریہ] — جنوری۲۰۰۹/۲

سمیع الحق، مولانا — غزہ میں اسرائیلی بربریت پر سینٹ میں خطاب — جنوری۲۰۰۹/ ۷۔۹

جمشید احمد ندوی — روسی مسلمان: اندیشے اور اُمیدیں[غیر مسلم ممالک میں نومسلموں کی تعداد میں اضافہ] — فروری۲۰۰۹/۶۰۔۷۱

راشد الحق سمیع، حافظ — افغانستان: روئے زمین پر حق و باطل کی اہم رزم گاہ[سفر کابل کا حال] — اپریل۲۰۰۹/۱۱۔۱۷

ایمان وعقائد

انوار الحق، مولانا — خوفِ خدا، احساسِ جواب دہی اور احوالِ آخرت[خطبہ جمعہ/مرتب: سلمان الحق انوار] — دسمبر۲۰۰۸/ ۲۰۔۲۵

انیس الرحمٰن ندوی — زلزلوں، آتش فشاں اور زمین کے دھنسائے جانے کے واقعات[اسلام اور جدید جیولوجیائی تحقیقات] — جنوری۲۰۰۹/۲۲۔۳۶

انوار الحق، مولانا — آخرت میں جواب دہی کا احساس (آخرت کی ہولناکیاں اور صحابہ کا خوفِ آخرت)[خطبہ جمعہ/ مرتب: سلمان الحق انوار/۲ اقساط] — جنوری۲۰۰۹/ ۱۸۔۲۱، فروری۲۰۰۹/۱۳۔۲۰

انوار الحق، مولانا — دنیا: کھیل تماشا اور چند لمحوں کا خواب[خطبہ جمعہ/ مرتب: سلمان الحق انوار] — اپریل۲۰۰۹/ ۱۸۔۲۵

محمود احمد غازی — عہدِ حاضر اور شریعتِ اسلامی[علمِ کلام: عقیدہ و ایمانیات کی علمی تشریح و تدوین/۲ اقساط] — مئی۲۰۰۹/ ۲۷۔۳۳، جون۲۰۰۹/۱۴۔۲۹

قرآن، حدیث، سیرت النبی ﷺ

محمد شاہد حنیف — فہرست مقالاتِ سیرت النبی ﷺ [یونیورسٹیوں کے تحقیقی مقالات کی فہرست] — اگست۲۰۰۹/ ۴۱۔۴۹

محمد زرولی خان (مبصر) — زین المحافل شرح الشمائل للامام الترمذی پر تبصرہ[بشکریہ ماہنامہ 'الاحسن'] — اکتوبر۲۰۰۸/ ۳۵۔۴۱

احمد سرور، ملک (مبصر) — زین المحافل شرح الشمائل الترمذی (درسِ ترمذی از مولانا سمیع الحق) پر تبصرہ[بشکریہ ماہنامہ 'چشم بیدار' لاہور] — دسمبر۲۰۰۸/۶۲

عبدالحلیم (دیر بالا) مولانا — زین المحافل شرح الشمائل للامام الترمذی' میری نظر میں — ستمبر۲۰۰۹/۴۴۔۴۷

ادارہ (مبصر) — روضۃ الاحوذی' اُردو شرح سنن ترمذی (ثانی)' جلد اول از محمد حسین صدیقی — اپریل۲۰۰۹/۶۴

ادارہ (مبصر) — حجیتِ حدیث از محمد ادریس کاندھلویؒ[مرتب: محمد اسعد صدیقی] — جولائی۲۰۰۹/۶۰

ادارہ (مبصر) — تفسیر الحسن البصریؒ (عربی ۵ جلدیں)[مرتبین: شیر علی شاہ/ عمر یوسف کمال مدنی] — مئی۲۰۰۹/۶۳

ادارہ (مبصر) — تسہیل البخاری از مولانا عبدالہادی شاہ[مرتب: فضل امین حقانی] — ستمبر۲۰۰۹/۵۴

فقہ واجتہاد

زاہد الراشدی، مولانا — دینی مقاصد کے لیے جدید الیکٹرانک میڈیا کا استعمال — دسمبر۲۰۰۸/ ۲۶۔۳۲

مختار اللہ حقانی، مفتی	دورِ جدید میں اسلامی ٹی وی چینل کی ضرورت اور اس کا شرعی جائزہ [۲/اقساط]	جنوری۲۰۰۹/ ۴۵-۵۴، فروری۲۰۰۹/ ۵۶-۶۹
نثار محمد	خبیث اور حرام اشیا کی حرمت [اسلام کا فلسفہ حلال وحرام، طب جدید کی تناظر میں]	مئی۲۰۰۹/ ۳۴-۴۸
محمد عمر انور	استخارہ سنت کے مطابق کیجیے [۲/اقساط]	جون۲۰۰۹/ ۳۹-۴۴، جولائی۲۰۰۹/ ۴۶-۵۴
ادارہ (مبصر)	المھند الدیوبندی علی عنق المفتری (علماءِ دیوبند پر زبیر علی زئی کے الزامات کے جوابات) از نثار احمد الحسینی	فروری۲۰۰۹/ ۸۰
ادارہ (مبصر)	کتاب الفتاویٰ چھ جلد [فتاویٰ خالد سیف اللہ رحمانی/ مرتب: عبداللہ سلیمان مظاہری]	اپریل۲۰۰۹/ ۶۳

عبادات [نماز، روزہ، حج، جہاد]

انوار الحق، مولانا	نماز کے فضائل ومسائل: حکمت وفلسفہ اور برکات وثمرات [خطبہ جمعہ/ مرتب: سلمان الحق انوار]	جون۲۰۰۹/ ۷-۱۳
انوار الحق، مولانا	نماز...... اہمیت اور خاصیتیں [خطبہ جمعہ/ مرتب: سلمان الحق انوار]	جولائی۲۰۰۹/ ۹-۱۴
راشد الحق سمیع، حافظ	رمضان المبارک اور اس کے تقاضے [اداریہ]	جولائی۲۰۰۹/ ۲-۳
علی اصغر شاہد	جمع بین الصلوٰتین...... ایک تحقیقی مطالعہ	جولائی۲۰۰۹/ ۲۶-۳۸
انوار الحق، مولانا	نماز میں خشوع وخضوع کی اہمیت، فضیلت وبرکات (سیرت وسلف صالحین کے واقعات) [خطبہ جمعہ/ مرتب: سلمان الحق انوار]	اگست۲۰۰۹/ ۱۰-۱۶
لقمان الحق حقانی	ماہِ رمضان المبارک: اہم تاریخی واقعات کے آئینے میں	جولائی۲۰۰۹/ ۵۶-۵۷
محمد حذیفہ وستانوی	فضائلِ رمضان المبارک	جولائی۲۰۰۹/ ۱۵-۲۵
محمد طیبؒ، قاری	قرآن اور حج: مساوات اور اُخوتِ انسانی کا عملی مظاہرہ	اگست۲۰۰۹/ ۴-۹
محمد ابراہیم فانی	حج بیت اللہ...... چند حکمتیں اور مصلحتیں	اکتوبر۲۰۰۸/ ۲۵-۳۲
راشد الحق سمیع، حافظ	فریضۂ حج اسلام کی شان وشوکت کا یادگار اجتماع [اداریہ]	ستمبر۲۰۰۹/ ۲-۳
ادارہ (مبصر)	رسول اللہ ﷺ کا طریقۂ حج از مفتی محمد ارشاد القاسمی	اگست۲۰۰۹/ ۶۳
ادارہ (مبصر)	مسائلِ قربانی از مولانا عبدالمعبود	ستمبر۲۰۰۹/ ۵۶
صہیب احمد خان	اسلام امن وسلامتی کا دین ہے، دہشت گردی کا نہیں	اکتوبر۲۰۰۸/ ۶۱-۶۴
ادارہ (مبصر)	جہاد، مزاحمت اور بغاوت (اسلامی شریعت اور بین الاقوامی قوانین کی روشنی میں) از مشتاق احمد	اگست۲۰۰۹/ ۶۴

معاشیات اور بینکاری نظام

ذاکر حسن نعمانی	اسلامی بینکاری اور علما کی ذمہ داری	اکتوبر۲۰۰۸/ ۵۵-۶۰
غلام قادر، مفتی	مروّجہ اسلامی بینکاری (اور اُس کے متبادل) کا ایک جائزہ	اکتوبر۲۰۰۸/ ۴۲-۵۴
محمد عیسیٰ منصوری	سرمایہ دارانہ نظام کا بدترین بحران، اس کے اسباب [موجودہ عالمی معاشی بحران]	دسمبر۲۰۰۸/ ۳۳-۴۰
محمد ابراہیم الحقی	اسلامی بینکاری اور اسلامی ٹی وی چینلو کے حامیوں کے نام	جنوری۲۰۰۹/ ۳۷-۴۴
عظمت اللہ بنوی	اسلام میں مزدوروں اور بچوں کے حقوق، جبری مشقت کے ممانعت	اپریل۲۰۰۹/ ۴۷-۴۸

انوار الحق،مولانا رزقِ حلال،کسبِ معاش اور حُبِّ مال کا مآل [خطبہ جمعہ/مرتب: سلمان الحق انوار] مئی۲۰۰۹/۲۰-۲۶
ذاکر حسن نعمانی اسلامی بینکوں کی اسٹیٹ بینک کی طرف 'شرعی' نگرانی [سوالات؟؟] مئی۲۰۰۹/۵۴-۵۹

دعوت وتبلیغ اور تزکیۂ نفس

سمیع الحق،مولانا حرمین شریفین میں پینتالیس سال قبل میری پہلی حاضری [خطوط و ڈائری کے اوراق سے] - قسط ۸ تا ۱۱
اکتوبر۲۰۰۸/ ۸-۱۶، دسمبر۲۰۰۸/۱۰-۱۹، جنوری۲۰۰۹/۱۰-۱۷، فروری۲۰۰۹/۴-۱۲
محمد ابراہیم فانی مولانا سمیع الحق کے 'حرمین شریفین کا سفرنامہ عنبر شامہ' پر تاثرات جنوری۲۰۰۹/ ۵۹-۶۲
سمیع الحق،مولانا عہدِ طالب علمی کے چند علمی منتخبات [مرتب: عرفان الحق حقانی/ ۶ اقساط] جنوری۲۰۰۹/ ۵۵-۵۸،
فروری۲۰۰۹/ ۵۰-۵۵، مئی۲۰۰۹/۱۴-۱۹، جون۲۰۰۹/۳۰-۳۵، جولائی۲۰۰۹/۴-۸، ستمبر۲۰۰۹/۴-۷

سائنس

نثار محمد تولید و پیدائش کے جدید طریقے [ٹیسٹ ٹیوب، سروگیٹ ماں و دیگر مصنوعی حمل کے طریقے] دسمبر۲۰۰۸/ ۴۱-۵۰
سعید الرحمٰن ندوی قرآنِ عظیم اور کائناتی مخلوق [خارج از زمین مخلوقات کی کثرت پر جدید اعجازی قرآنی بصائر] فروری۲۰۰۹/ ۲۱-۴۰
محمد حذیفہ وستانوی ٹیکنالوجی کا جنون یا نمرودیت و فرعونیتِ جدیدہ ['کریونکس' -مردہ جسم کو محفوظ کرنا] فروری۲۰۰۹/ ۴۰-۴۹
سعید الرحمٰن ندوی قرآنِ عظیم اور کائناتی زمینیں...... زمینوں کی ایک خوفناک طبعی حقیقت [۲ اقساط]
اگست۲۰۰۹/ ۲۷-۴۰، ستمبر۲۰۰۹/ ۱۶-۳۱

تذکرے/شخصیات/وفیات

حمد اللہ بختیاری امام اعظم ابوحنیفہؒ اور تصوف...... ایک اجمالی مطالعہ اکتوبر۲۰۰۸/ ۳۳-۳۴
شفیق الدین فاروقی ڈاکٹر کرنل مختار کے بڑے بھائی صفدر شاہ بخاریؒ کی وفات اکتوبر۲۰۰۸/ ۷۰
شفیق الدین فاروقی شیخ القرآن مولانا محمد رفیقؒ کی وفات اکتوبر۲۰۰۸/ ۷۰
شفیق الدین فاروقی مولانا ختام الحقؒ کی وفات اکتوبر۲۰۰۸/ ۷۰
راشد الحق سمیع،حافظ دارالعلوم کے مخلص الحاج عزیز الرحمٰنؒ کی وفات [اداریہ] دسمبر۲۰۰۸/ ۸
راشد الحق سمیع،حافظ مولانا میاں عصمت شاہ کاکا خیلؒ کی وفات [اداریہ] دسمبر۲۰۰۸/ ۵-۶
شفیق الدین فاروقی دارالعلوم کے مولانا مفتی مختار اللہ جہانگیروی کے چچا کی وفات دسمبر۲۰۰۸/ ۶۱
راشد الحق سمیع،حافظ حاجی غلام یاسینؒ کی وفات جنوری۲۰۰۹/ ۳
راشد الحق سمیع،حافظ شیخ الحدیث مولانا فضل اللہؒ کی وفات جنوری۲۰۰۹/ ۵
راشد الحق سمیع،حافظ شیخ الحدیث مولانا محمد نعیم عرف کونڑا خونزادہؒ کی وفات جنوری۲۰۰۹/ ۶
راشد الحق سمیع،حافظ میزابِ مدنی کے فیض یافتہ شیخ الحدیث مولانا معتز الحقؒ کی وفات جنوری۲۰۰۹/ ۴
اکرام اللہ شاہد مولانا مدرار اللہ مدرار نقشبندی...... مذہبی اور ملی جدوجہد پر ایک نظر فروری۲۰۰۹/ ۷۲-۷۶
حبیب اللہ حقانی مولانا محمد زمان حقانی [فضلائے حقانیہ کی تالیفی، تصنیفی اور اشاعتی خدمات] فروری۲۰۰۹/ ۷۷-۷۸
شفیق الدین فاروقی حاجی غلام کے بیٹے حاجی غلام رسولؒ کی وفات فروری۲۰۰۹/ ۷۹

شفیق الدین فاروقی	دارالعلوم کے سابق ناظم حاجی غفران الدینؒ کی وفات	فروری۲۰۰۹/ ۷۹
شفیق الدین فاروقی	مولانا حسین حقانی کے چچا سیّد واحدؒ کی وفات	فروری۲۰۰۹/ ۷۹
شفیق الدین فاروقی	مولانا سیّد احمد شاہؒ کی وفات	فروری۲۰۰۹/ ۷۹
حبیب اللہ حقانی	مولانا امین الحق گستوئی [فضلائے حقانیہ کی تالیفی، تصنیفی اور اشاعتی خدمات]	اپریل۲۰۰۹/ ۵۶-۵۹
راشد الحق سمیع، حافظ	حماد ہدایت الرحمٰنؒ (نواسا مولانا عبدالحقؒ) کی وفات [اداریہ]	اپریل۲۰۰۹/۴
راشد الحق سمیع، حافظ	دارالعلوم کے سابق مدرس مولانا اسید اللہؒ کی وفات [اداریہ]	اپریل۲۰۰۹/۵
راشد الحق سمیع، حافظ	شیخ التفسیر والحدیث مولانا شمس الہادی شاہ منصوریؒ کی وفات [اداریہ]	اپریل۲۰۰۹/۶
راشد الحق سمیع، حافظ	علامہ پیر نصیر الدین نصیرؒ کی وفات [اداریہ]	اپریل۲۰۰۹/۷
راشد الحق سمیع، حافظ	مولانا حسین احمد حقانیؒ کی وفات [اداریہ]	اپریل۲۰۰۹/۸
شمیم اختر قاسمی	سرسیّد احمد خاں اور مولانا محمد قاسم نانوتویؒ...... ایک جائزہ	اپریل۲۰۰۹/ ۲۶-۳۹
عرفان الحق حقانی	مولانا اُسید اللہ...... سابق اُستاذ جامعہ دارالعلوم حقانیہ	اپریل۲۰۰۹/ ۴۹-۵۲
عرفان الحق حقانی	مولانا حسین احمد حقانی	اپریل۲۰۰۹/ ۵۳-۵۵
محی الدین خان	کتاب 'سیرت سلطان ٹیپو شہید' از محمد الیاس ندوی بھٹکلی پر ایک نظر	اپریل۲۰۰۹/ ۴۰-۴۶
راشد الحق سمیع، حافظ	الحاج لاالفضل خالق شہید مہاجر مدنیؒ کی وفات [اداریہ]	مئی۲۰۰۹/۸
راشد الحق سمیع، حافظ	امام اہلِ سنت مولانا سرفراز خانؒ کی وفات [اداریہ]	مئی۲۰۰۹/۴-۵
راشد الحق سمیع، حافظ	نامور محقق و دانشور پروفیسر پریشان خٹکؒ کی وفات [اداریہ]	مئی۲۰۰۹/۶-۷
عرفان الحق حقانی	پیکرِ علم وعمل...... شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر	مئی۲۰۰۹/ ۴۹-۵۳
حبیب اللہ حقانی	مولانا ضیاء الرحمٰن الکوثری [فضلائے حقانیہ کی تالیفی، تصنیفی اور اشاعتی خدمات]	جون۲۰۰۹/ ۵۶
حبیب اللہ حقانی	مولانا قاضی محمد نسیم حقانی [فضلائے حقانیہ کی تالیفی، تصنیفی اور اشاعتی خدمات]	جون۲۰۰۹/ ۵۲
حبیب اللہ حقانی	مولانا مفتی غلام قادر نعمانی [فضلائے حقانیہ کی تالیفی، تصنیفی اور اشاعتی خدمات]	جون۲۰۰۹/ ۵۳-۵۵
راشد الحق سمیع، حافظ	مولانا قاری سعید الرحمٰنؒ کی وفات [اداریہ]	جون۲۰۰۹/ ۲-۶
شفیق الدین فاروقی	جناب خلیل الرحمٰنؒ (مولانا عبدالحقؒ کے بہنوئی) کی وفات	جون۲۰۰۹/ ۵۹
شفیق الدین فاروقی	شعبہ تخصص فی الفقہ کے طالب علم عابد عثمانؒ کی وفات	جون۲۰۰۹/ ۶۰
محمد سلیم شاہ	مولانا محمد امین اورکزئی شہیدؒ...... ایک عالمِ باعمل کی جدائی	جون۲۰۰۹/ ۳۶-۳۸
شفیق الدین فاروقی	مولانا عبدالصمد معصری باٹڈہؒ کی وفات	جولائی۲۰۰۹/ ۵۹
ابرار خٹک	علم و ادب اور تہذیبی روایات کا گوہرِ نایاب...... سراج الاسلام سراج	اگست۲۰۰۹/ ۵۰-۵۴
حبیب اللہ حقانی	مولانا عبدالباقی حقانی [فضلائے حقانیہ کی تالیفی، تصنیفی اور اشاعتی خدمات]	اگست۲۰۰۹/ ۵۵-۶۰
سیف اللہ حقانی	علم و تواضع کا پیکر...... مولانا فضل مولیٰؒ	اگست۲۰۰۹/ ۱۷-۱۹
عرفان الحق حقانی	دارالعلوم کے مخلص اور شوریٰ کے رُکن حاجی رضا خانؒ کی وفات	اگست۲۰۰۹/ ۲۶

عرفان الحق حقانی	دار العلوم کے مخلص صاحب زادہ کی وفات	اگست ۲۰۰۹/ ۲۶
عرفان الحق حقانی	سابق اُستاد جامعہ دار العلوم حقانیہ...... مولانا فضل مولیٰ	اگست ۲۰۰۹/ ۲۰۔۲۳
عرفان الحق حقانی	سابق اُستاد جامعہ دار العلوم حقانیہ...... مولانا قاری علی الرحمٰن	اگست ۲۰۰۹/ ۲۴۔۲۵
شفیق الدین فاروقی	مولانا اشراف الدین حقانی کی وفات	ستمبر ۲۰۰۹/ ۵۲
حبیب اللہ حقانی	مولانا عبدالحلیم (دیربابا) [فضلائے حقانیہ کی تالیفی، تصنیفی اور اشاعتی خدمات]	ستمبر ۲۰۰۹/ ۴۷۔
حبیب اللہ حقانی	مولانا مفتی سیف اللہ [فضلائے حقانیہ کی تالیفی، تصنیفی اور اشاعتی خدمات]	ستمبر ۲۰۰۹/ ۴۷۔
ادارہ (مبصر)	ماہنامہ 'فیضانِ سعد' گوجرہ کا حضرت سیدنا امیر معاویہؓ نمبر	اکتوبر ۲۰۰۸/ ۷۲
ادارہ (مبصر)	حق و باطل کی پہچان (تذکرے و دیگر موضوعات) دو جلدیں از ضیاء الدین	مئی ۲۰۰۹/ ۶۳
ادارہ (مبصر)	ماہنامہ 'القاسم' نوشہرہ کا مولانا محمد حسن جان شہیدؒ نمبر [مدیر: عبدالقیوم حقانی]	جون ۲۰۰۹/ ۶۱
ادارہ (مبصر)	خلافتِ راشدہ از محمد ادریس کاندھلویؒ	جولائی ۲۰۰۹/ ۶۱

مکتوبات

رسول شاہ کاکاخیل	مکتوب بنام مولانا سمیع الحق	دسمبر ۲۰۰۸/ ۵۹۔۶۰
عبدالحقؒ، مولانا	مکتوبات بنام مولانا محمد اسرار الحق صدیقیؒ [مرتب: عرفان الحق حقانی]	دسمبر ۲۰۰۸/ ۵۱۔۵۵
عبدالقیوم حقانی	مکتوب بنام حافظ راشد الحق سمیع	دسمبر ۲۰۰۸/ ۵۷
عطاء اللہ شاہ تحسینی	مکتوب بنام حافظ راشد الحق سمیع	دسمبر ۲۰۰۸/ ۵۸
میر نعام رسول	مکتوب بنام مولانا سمیع الحق	دسمبر ۲۰۰۸/ ۵۷
محمد نسیم بیگ	مکتوب بنام راشد الحق سمیع	اپریل ۲۰۰۹/ ۶۰
منظور حسن	مکتوب بنام راشد الحق سمیع	اپریل ۲۰۰۹/ ۶۰

تذکرہ و وفیاتِ خواتین

راشد الحق سمیع، حافظ	مولانا محمد ابراہیم فانی کی مثالی والدہ محترمہؒ کی وفات [اداریہ]	دسمبر ۲۰۰۸/ ۷
شفیق الدین فاروقی	حاجی آفتاب کی والدہؒ کی وفات	جنوری ۲۰۰۹/ ۶۳
شفیق الدین فاروقی	شیخ الحدیثؒ اور خانوادہ حقانی کی مخلص 'خادمہ بیوہ نور محمدؒ' کی وفات	جون ۲۰۰۹/ ۶۰
شفیق الدین فاروقی	غلام علی اہلیہؒ کی وفات	جون ۲۰۰۹/ ۶۰
شفیق الدین فاروقی	مولانا ابن الحسن عباسی کی والدہ ماجدہؒ کی وفات	جون ۲۰۰۹/ ۶۰
شفیق الدین فاروقی	مولانا قاری اخلاق احمد کی بیٹیؒ کی وفات	جون ۲۰۰۹/ ۶۰
تنویر آفاقی	پردہ میری زندگی سے الگ نہ ہونے والا حصہ ہے...... مصری خاتون کا بیان	جون ۲۰۰۹/ ۴۸۔۵۱

شعر و ادب

محمد ابراہیم فانی	جذباتِ غم [اپنی والدہ ماجدہؒ کے سانحہ ارتحال پر نذرانہ اشک/نظم]	دسمبر ۲۰۰۸/ ۵۶

محمد ابراہیم فانی	تجھ پہ ہر دم درود، تجھ پہ بے حد سلام [نعت]	فروری ۲۰۰۹/ ۳۹
محمد ابراہیم فانی	عالم وفاضل عجب اِک مقریِ قرآن تھا [قاری سعید الرحمٰن پر نظم]	جولائی ۲۰۰۹/ ۵۵
محمد ابراہیم فانی	عالمِ ذیشان مولانا فضلِ مولیٰ گئے [نظم]	ستمبر ۲۰۰۹/ ۵۲

تعلیم و تعلم اور مدارس

انوار الحق، مولانا	نظامِ تعلیم کی اصل بنیاد کیا ہونی چاہیے؟ [خطبہ جمعہ/ مرتب: سلمان الحق انوار]	اکتوبر ۲۰۰۸/ ۱۷-۲۴
محمد حذیفہ وستانوی	مدارسِ اسلامیہ کا مقصد	اکتوبر ۲۰۰۸/ ۶۵-۶۸
ذاکر حسن نعمانی	معلم اور تعلیمی نفسیات	جولائی ۲۰۰۹/ ۳۹-۴۵
انوار الحق، مولانا	نظامِ تعلیم کی اصل بنیاد کیا ہونی چاہیے؟ [خطبہ جمعہ/ مرتب: سلمان الحق انوار]	ستمبر ۲۰۰۹/ ۸-۱۵
ادارہ (تبصرہ)	'دار العلوم تعلیم القرآن' شاہ منصور کی اسّی سالہ خدمات از فضل امین حقانی	اکتوبر ۲۰۰۸/ ۷۲
ادارہ (تبصرہ)	جلاء والفراسۃ شرح دیوان الحماسہ (عربی) از فیض الرحمٰن عثمانی	دسمبر ۲۰۰۸/ ۶۳
ادارہ (تبصرہ)	تحفۃ المدارس' دو جلد از مولانا محمد اسحاق ملتانی	جنوری ۲۰۰۹/ ۶۴
ادارہ (تبصرہ)	مقاماتِ حریری از ابو محمد قاسم [مترجم: شیخ صدیق احمد]	ستمبر ۲۰۰۹/ ۵۵

متفرقات

صہیب احمد خان	اسلام امن وسلامتی کا دین ہے، دہشت گردی کا نہیں	اکتوبر ۲۰۰۸/ ۶۱-۶۴
محمد حذیفہ وستانوی	آزادی، مساوات، اتحادِ ادیان: تین خوش نما اصطلاحات اور اس کی فتنہ سامانیاں	جون ۲۰۰۹/ ۴۵-۴۷
دلشاد بیگم	عورت کے قتل کی دیت' شرعی دلائل کی روشنی میں	ستمبر ۲۰۰۹/ ۳۷-۴۳
ادارہ (تبصرہ)	حدود آرڈیننس اور تحفظِ نسواں بل از مولانا زاہد الراشدی	اکتوبر ۲۰۰۸/ ۷۱
ادارہ (تبصرہ)	تبلیغی جماعت اشاعت التوحید کے نشانہ تنقید پر از حافظ احمد الحسینی	فروری ۲۰۰۹/ ۸۰
ادارہ (تبصرہ)	حق و باطل کی پہچان (تذکرے و دیگر موضوعات) دو جلدیں از ضیاء الدین	مئی ۲۰۰۹/ ۶۳

دار العلوم حقانیہ [سرگرمیاں/رپورتاژ]

شفیق الدین فاروقی	مولانا انوار الحق کی بطور نائب صدر وفاق المدارس العربیہ' تقرری	اکتوبر ۲۰۰۸/ ۶۹
شفیق الدین فاروقی	مولانا سمیع الحق کا دورۂ بلوچستان	اکتوبر ۲۰۰۸/ ۶۹
شفیق الدین فاروقی	پولینڈ کے خصوصی ایلچی اور سفیر کی مولانا سمیع الحق سے ملاقات	دسمبر ۲۰۰۸/ ۶۱
شفیق الدین فاروقی	دار العلوم کی تعطیلات	دسمبر ۲۰۰۸/ ۶۱
شفیق الدین فاروقی	دار العلوم کے اساتذۂ کرام کی حج سے واپسی	دسمبر ۲۰۰۸/ ۶۱
شفیق الدین فاروقی	ڈاکٹر اینڈریو (ہالینڈ) کی مولانا سمیع الحق سے ملاقات	دسمبر ۲۰۰۸/ ۶۱
شفیق الدین فاروقی	دار العلوم میں وفاق المدارس کا اہم اجلاس	جنوری ۲۰۰۹/ ۶۳

شفیق الدین فاروقی	حقانیہ کے طلبا کی طرف سے مجلّہ 'اذانِ حق' کا اجرا	فروری ۲۰۰۹/ ۷۹
شفیق الدین فاروقی	ملکی صورتِ حال کے بارہ میں ختمِ بخاری شریف	اپریل ۲۰۰۹/ ۶۱
شفیق الدین فاروقی	مولانا سمیع الحق مدظلہ کی مصروفیات	اپریل ۲۰۰۹/ ۶۱
شفیق الدین فاروقی	وفاق المدارس العربیہ کی مجلسِ عاملہ ومجلسِ شوریٰ کا اجلاس	اپریل ۲۰۰۹/ ۶۱
شفیق الدین فاروقی	برطانوی ادارہ سبکان (Sebcon) کا مولانا سمیع الحق سے انٹرویو	مئی ۲۰۰۹/ ۶۰
شفیق الدین فاروقی	پانچ ماہی امتحانات میں پوزیشن حاصل کرنے والوں کے لیے انعامات	مئی ۲۰۰۹/ ۶۲
شفیق الدین فاروقی	متاثرین سوات، بونیر، دیر وغیرہ کے لیے امدادی سرگرمیاں	مئی ۲۰۰۹/ ۶۰
شفیق الدین فاروقی	تعلیم القرآن حقانیہ ہائی سکول میں تقسیمِ انعامات اور تعلیمی کمیٹی کا قیام	جون ۲۰۰۹/ ۵۸
شفیق الدین فاروقی	دارالعلوم کی مجلسِ شوریٰ کا اہم اجلاس	جون ۲۰۰۹/ ۵۸
شفیق الدین فاروقی	ناظم ماہنامہ 'الحق' نثار محمد کی عمرہ ادائیگی	جون ۲۰۰۹/ ۵۹
شفیق الدین فاروقی	نئے تعلیمی سال کا آغاز اور داخلوں کا شیڈول (۳۱-۱۴۳۰ھ/۱۰-۲۰۰۹ء)	جون ۲۰۰۹/ ۵۷
شفیق الدین فاروقی	وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی امتحانی کمیٹی کا اجلاس	جون ۲۰۰۹/ ۵۹
ادارہ	وفاق المدارس العربیہ کے سالانہ امتحان میں حقانیہ کی خصوصی پوزیشن	جولائی ۲۰۰۹/ ۳
شفیق الدین فاروقی	دارالعلوم کی جلسہ دستار بندی وتقریبِ ختمِ بخاری شریف	جولائی ۲۰۰۹/ ۵۹
شفیق الدین فاروقی	دارالعلوم کے سالانہ امتحانات کا انعقاد	جولائی ۲۰۰۹/ ۵۹
شفیق الدین فاروقی	نئے تعلیمی سال کا آغاز اور داخلوں کا شیڈول (۳۱-۱۴۳۰ھ/۱۰-۲۰۰۹ء)	جولائی ۲۰۰۹/ ۵۸
شفیق الدین فاروقی	دارالعلوم کے نئے تعلیمی سال کا آغاز اور افتتاحی تقریب	اگست ۲۰۰۹/ ۶۱
شفیق الدین فاروقی	مولانا سمیع الحق ودیگر اساتذہ دارالعلوم کا سفرِ عمرہ اور اکابرِ حرمین سے ملاقاتیں	اگست ۲۰۰۹/ ۶۲
شفیق الدین فاروقی	وفاق المدارس کے اعلیٰ وفد کی دارالعلوم میں مولانا سمیع الحق سے ملاقات	اگست ۲۰۰۹/ ۶۱
وصال احمد، مولانا	جناب مولانا انوار الحق حقانی صاحب کی رؤیتِ ہلال کمیٹی کے ممبر نہیں ہیں	اگست ۲۰۰۹/ ۴۰
شفیق الدین فاروقی	دارالعلوم میں یومیہ ختمِ یٰسین شریف اور ہفتہ وار ختمِ بخاری شریف	ستمبر ۲۰۰۹/ ۵۳

دارالعلوم حقانیہ میں اہم شخصیات کی آمد

شفیق الدین فاروقی	مغربی دانشوروں اور صحافیوں کی آمد	اکتوبر ۲۰۰۸/ ۶۹
شفیق الدین فاروقی	مولانا روح الامین (پیر آف مانکی شریف) کی آمد	جنوری ۲۰۰۹/ ۶۳
شفیق الدین فاروقی	مولانا محمد اسحاق مدنی پلندری کی آمد	جنوری ۲۰۰۹/ ۶۳
شفیق الدین فاروقی	مولانا عالم طارق کی دیگر رفقا کے ساتھ آمد	مئی ۲۰۰۹/ ۶۱
شفیق الدین فاروقی	وفاق المدارس العربیہ اور کراچی کے علما کی آمد	مئی ۲۰۰۹/ ۶۰
ضیاء الرحمٰن حقانی	وفاق المدارس العربیہ اور کراچی کے علماءِ کرام کی آمد اور اُن کے خطبات	مئی ۲۰۰۹/ ۹-۱۳
شفیق الدین فاروقی	بی بی سی ورلڈ نیوز ٹیم کی دارالعلوم آمد	جون ۲۰۰۹/ ۵۸

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن

ماہنامہ
الحق

جلد نمبر ---- 44
شمارہ نمبر ---- 12
ذیقعدہ ---- ۱۴۳۰ھ
ستمبر ---- ۲۰۰۹ء

لائبریری
12-11-09
36 ... ماڈل ٹاؤن لاہور

مدیر اعلیٰ	نگران	مدیر
حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ	حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ	حافظ راشد الحق سمیع حقانی

ناظم شفیق الدین فاروقی

اس شمارے کے مضامین

نقش آغاز: فریضہ حج اسلام کی شان و شوکت کا یادگار اجتماع .... راشد الحق سمیع ۲
عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات .... مولانا عرفان الحق ۴
اخلاص، للھیت کی برکات اور ثمرات .... حضرت مولانا انوار الحق صاحب ۸
قرآن عظیم اور کائناتی زمینیں (زمینوں کی ایک خوفناک طبعی حقیقت) ...... مولانا سعید الرحمن ندوی ۱۶
ہماری پاک افغان پالیسی کیا ہونی چاہیے .... جنرل مرزا اسلم بیگ ۳۳
عورت کے قتل خطاء کی دیت شرعی دلائل کی روشنی میں .... ڈاکٹر دلشاد بیگم ۳۷
مولانا سمیع الحق مدظلہ کی تصنیف "زین المحافل شرح شمائل" میری نظر میں ...... مولانا عبدالحلیم (دیربابا) ۴۴
فضلائے حقانیہ کی تالیفی خدمات: (مولانا عبدالحلیم (دیربابا)، مولانا مفتی سیف اللہ)
.... مولانا حبیب اللہ حقانی ۴۸
عالم ذیشان مولانا فضل مولیٰ گئے (نظم) .... مولانا محمد ابراہیم فانی ۵۲
دارالعلوم کے شب و روز .... جناب شفیق الدین فاروقی ۵۳
تعارف تبصرہ کتب .... ادارہ ۵۴

نوٹ: ادارہ کا مضمون نگار حضرات کے خیالات و آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (سرحد) پاکستان۔ فون نمبر (0923)630340-630435
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com Fax(0923)630922
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/25 روپے سالانہ -/250، بیرون ملک 25$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، منظور عام پریس پشاور
کمپوزنگ
بابر حنیف

نقش آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم راشد الحق سمیع حقانی

فریضہ حج

اسلام کی شان وشوکت کا یادگار اجتماع

اسلامی ہجری تقویم کا بارہواں مہینہ یعنی ذوالحجہ کی آمد آمد ہے اور اسی ماہ مبارک مہینہ میں اسلام کے اہم رکن حج بیت اللہ کے مناسک ادا کیے جاتے ہیں اور مسلمانانِ عالم اطراف عالم سے حج بیت اللہ اور حرم نبویؐ کے دیدار کیلئے جوق در جوق لاکھوں کی تعداد میں جمع ہوتے ہیں۔ اس شاندار اجتماع میں شاہ بھی، گدا بھی، فقیر بھی، بوڑھے بھی، جوان بھی، خواتین بھی اور بچے بھی ہوتے ہیں اور ان تمام کی زبان پر ایک ہی ترانہء حج یعنی تلبیہ لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لک لا شریک لک یہ وہ ملکوتی اور روحانی نغمہ ہے جو ہر حاجی کی زبان پر ہوتا ہے جس میں وہ اپنی مکمل اطاعت گزاری جاں سپاری فرمان برداری اور عاجزی وانکساری کا اظہار کرتا ہے۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی پکار اور دعوت کا جواب ہے جیسا کہ روایات میں آیا ہے۔ یعنی جب حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر کعبۃ اللہ سے فارغ ہوئے تو آپ نے کہا اے میرے رب میں بناء کعبہ اور اس کی تعمیر سے فارغ ہو گیا۔ اللہ نے ان کو حکم دیا کہ لوگوں کو حج بیت اللہ کے لئے بلاؤ۔ ان کو اعلان کرو آپ نے کہا کہ میری آواز کیسے لوگوں کو پہنچ جائے گی۔ اللہ نے انہیں فرمایا کہ تم لوگوں کو دعوت دو ان کو پکارو اور باقی لوگوں تک آپ کی آواز پہنچانا میرا کام ہے۔ چنانچہ آپ نے کہا اے میرا مولا! میں کس طرح اعلان کروں، اللہ نے فرمایا کہ اے لوگو! اللہ نے تم پر حج بیت اللہ اللہ کے قدیم گھر کی زیارت کو فرض کیا ہے۔ جب آپ نے یہ اعلان کیا تو آسمانوں اور زمینوں کے درمیان جتنی بھی مخلوق تھی، انہوں نے یہ پکار سنی۔ اللہ نے ہر طرف یہ آواز ہر روح تک پہنچادی جس کیلئے حج مقدر تھا جسکی روح نے لبیک کہا اور آج وہی شوق کی دبی ہوئی چنگاری ہے کہ لاکھوں لوگ مختلف مشقتیں برداشت کرتے ہوئے حاضر ہوتے ہیں گویا یہ ابراہیم خلیل اللہ کی اس دعا کی مقبولیت کا اثر ہے جو آپ نے کی تھی۔ ہر سال مکہ معظمہ منیٰ وعرفات کی مقدس وادیوں میں لاکھوں فرزندانِ توحید کا عظیم الشان اور مبارک اجتماع اسلام کی ابدی اور عالمگیر شان وشوکت کا ایک بڑا یادگار اجتماع ہوتا ہے۔ اسلام کے اس مبارک رکن اور اجتماع کی جہاں سینکڑوں حکمتیں اور روشن پہلو ہیں وہیں ایک بڑا پہلو اس کا یہ بھی نکلتا ہے کہ دنیا بھر کے اقوام وملل پر اسلام اور مسلمانوں کی اجتماعیت، یگانگت، باہمی اتفاق کے باعث بڑا خوشگوار اور مثبت اثر پڑتا ہے۔ اس قدر عظیم اجتماع کی دنیا بھر کے مذاہب میں کوئی مثال موجود نہیں۔ کاش! جس

طرح مسلمان حج کے موقع پر باہمی اتحاد و اتفاق اور ایک نظام کے پابند نظر آتے ہیں اسی طرح باقی ساری زندگی میں یہ اسی مثالی نظم ونسق اور ایثار وقربانی پر قائم رہتے تو آج یہود ونصاریٰ ان پر حکومت نہ کررہے ہوتے اور نہ ہی مسلمانوں کی عظیم اکثریت ان لوگوں کے سامنے تختۂ مشق ستم بنی ہوتی۔ حج اگرچہ خالصتاً عبادات کے مجموعے کا نام ہے اور اسکا اصل مقصد بھی یہی ہے کہ مخلوق اور دنیا کی ساری محبتیں اور کلفتیں ترک کرکے خالق حقیقی کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوا جائے اور زندگی کی تلخ شاموں اور مسائل کے اندھیروں سے نکل کر نور وسحر کے اجالوں میں چندروز جنت نما وادیوں میں بسر کئے جائیں لیکن اس کیساتھ ساتھ اسلام صرف عبادات یا چند رسومات کا نام نہیں بلکہ یہ صبح قیامت تک قائم ودائم رہنے والا زندہ جاوید دین ومذہب ہے۔ اسی مبارک اجتماع کے ذریعے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ یورپ اور مغرب تک یہ پیغام پہنچائیں کہ دین اسلام اور فرزندان توحید تمہارے لئے مزید چارہ کا کام نہیں دے سکتے۔ ہم تمہارے مظالم اور مسلم کش پالیسیوں سے بیزار ہیں۔ ہمیں ماؤں نے غلامی کیلئے نہیں جنا۔ تاہم نے کبھی ماضی میں تمہیں غلام بنایا اور ہماری تاریخ بھی ایسی تمام خون آشام داستانوں سے پاک اور مبرا ہے جو فی زمانہ تم رقم کررہے ہو۔ اسلام جیو اور جینے دو کی پالیسی پر روز اول ہی سے کاربند چلا آرہا ہے۔ ہر چند کہ حرمین میں رمضان المبارک اور حج کے موقع پر اجتماعی دعائیں کی جاتی ہیں اور بارگاہ ایزدی میں خوب زار وقطار رویا بھی جاتا ہے۔ یہود ونصاریٰ کے لئے بددعائیں دی جاتی ہیں اب ایک قدم رونے دھونے سے آگے بڑھ کر براہ راست انہیں پیغام دیا جائے کہ مسلمان تخریب کار اور انتہاء پسند نہیں۔

مسلمانوں کی ساری زندگی امن وآشتی اور خیر وصلح کی تصویر ہوتی ہے' خود حج کے اجتماع ہی کو لیجئے جس میں صبر' برداشت' اور جنگ وجدل بلکہ ناپسندیدہ باتوں تک سے منع فرمایا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ پرندوں اور جوؤں اور پسوؤں تک کے قتل سے اجتناب کی تلقین کی گئی ہے۔ پھر کس طرح مسلمان دہشت گرد اور ظالم گردانے جاتے ہیں؟ عالم اسلام کے اہم ممالک فلسطین' عراق' افغانستان اور پاکستان میں کچھ عرصہ سے عالمی قوتیں جو کچھ دہشت گردی کے نام پہ کرا رہی ہیں' اس سے دنیا بھر کے مسلمانوں میں امریکہ اور مغرب کے خلاف انتہائی ناپسندیدہ خیالات اور جذبات میں اضافہ ہورہا ہے۔ ضرورت آج اس امر کی ہے کہ عالم اسلام کے حکمران اور خصوصاً عرب حکمران مسلمانوں کی صحیح رہنمائی اور مغرب تک مسلمانوں کا واضح پیغام پہنچائیں تب ہی یہ عالم اسلام کے صحیح حکمران اور رہنما تصور کئے جائیں گے اور اس حج کے شاندار اجتماع کے فلسفے اور حکمت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ مسلمانوں میں خودداری اور عبدیت کے عناصر کو زندہ کرایا جائے اور باقی خداوندانِ زمانہ کے سامنے سر نہ جھکایا جائے اور جہالت اور شرک وکفر کا جو طاغوتی نظام دنیا نے اپنایا ہوا ہے اس کو اپنے اوپر مسلط نہ کیا جائے بلکہ اسلام کے رخ روشن اور اس کے عالمگیر ابدی قوانین کے زیر اثر زندگی اور معاشرے کو ڈھالا اور اپنایا جائے۔ یہی اصل توحید کا پیغام اور حج کا مقصدِ عظیم ہے۔ خداوند تمام حجاج کرام کا حج مقبول فرمائے اور یہ اجتماع امت مسلمہ میں بیداری اور نشاۃ ثانیہ کا ذریعہ ووسیلہ بنے۔ آمین

قسط (۶) مرتب: مولانا حافظ محمد عرفان الحق اظہار حقانی

استاذ جامعہ دارالعلوم حقانیہ

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

ماخوذ از خودنوشت ڈائری ۱۹۵۳ء

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری میں معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب وروز اور اسفار کے علاوہ اعزہ واقارب' اہل محلہ وگردوپیش اور ملکی وبین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال وواقعات درج فرماتے۔آپ کی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ تحقیقی عبارت' علمی لطیفہ' مطلب خیز شعر' ادبی نکتہ' اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں .... (مرتب)

دارالعلوم حقانیہ کی احاطہ بندی:

۶رستمبر ۵۳ء دارالعلوم حقانیہ کی زمین کی احاطہ بندی شروع ہوئی۔علماء وارا کین' طلباء واساتذہ بنفس نفیس دارالعلوم کی بنیادوں کے لئے پتھر سروں پر اٹھا اٹھا کر حاجی عبدالصمد صاحب کی دی ہوئی زمین سے لائے۔شاید اللہ تعالیٰ کے ہاں اسی زمین کا انتخاب دارالعلوم کے لئے ہوا ہے۔ (۶رستمبر ۵۳ء)

حقیقت زندگی: بیداری میان دوخواب ست زندگی گردِ تخیل دوسراب ست زندگی

ازلطمۂ دوموج حبابے دمیدہ است یعنی طلسم نقش برآب ست زندگی

(غبار خاطر ص ۳۴) (۱۵را کتوبر ۵۳ء)

عدل وانصاف کے بارے میں غیر مذہب دانشوروں کے اقوال: قوموں کی بقاء عدل وانصاف ہی میں

مضمر ہے۔ارسطو نے اجتماعی عدل کو بڑی اہمیت دی۔اور کہا کہ ''غیر منصفانہ قانون قانون ہی نہیں۔'' گارڈون اس سلسلے میں کہتا ہے کہ اخلاق وفرض کا معیار کیا ہے ''انصاف'' اور یہ اصول کسی دور کے ساتھ مخصوص نہیں۔ بلکہ دوامی اور ابدی ہے۔اوراس کا مطلب ساری قوموں کے مشترکہ مفاد کی خدمت کرنا ہے۔ارسطو کے قول کی شرح میں علماء نے لکھا ہے ''قانون فطرت سے جو قانون ٹکراتا ہے وہ قابل اتباع نہیں ہے'' یا ''انسانیت کے مشترکہ قانون سے ہٹا ہوا قانون ناقابل برداشت ہے۔'' آدم گاڈنز وائٹ اپنی کتاب ''مذہب کشادہ دلی'' میں کہتا ہے کہ قانونی ہمدردی ہی اصل میں قانونِ ارتقاء ہے'' (الجمعیۃ ص ۷۔۱۹۴۹ء) (۲۸/اکتوبر ۵۳ء)

وہ اوصاف رزیلہ جن سے آزادی چھن جائے:

اگر کسی قوم میں آزادی کے بعد لاقانونیت پھیل جاتی ہے اطمینان' غارت ہوجاتا ہے' طبقاتی جنگ شروع ہوجاتی ہے' تنگ نظری اور تاسف' اعتماد اور تعاون کی بنیادیں ہلا دیتا ہے۔ حکام رشوت خور ہوجاتے ہیں۔ ملازمین خونخوار بن جاتے ہیں تو اس قوم سے آزادی کی نعمت چھین لی جاتی ہے۔ (۲۹/اکتوبر ۵۳ء)

امام شافعیؒ کے اقوال زریں:

استعینوا علی الکلام بالصمت وعلی الاستنباط باالفکر وقال ایضاً "صحة النظرفی الامور نجات من الغرور والعزم فی الرأس سلامة من التفریط والندم والرویة والفکر یکشفان عن الحزم والفطنته. ومشاورة الحکماء اثبات فی النفس وقوة فی البصیرة. ففکر قبل ان تعزم وتدبر قبل ان تهجم وشاور قبل ان تقدم. وقالؒ الفضائل اربع احدا ها الحکمة وقوامها الفکرة. والثانیة العفة وقوامها فی الشهوة. والثالثة القوة وقوامها فی الغضب. والرابعة العدل وقوامه فی اعتدال قویٰ النفس (احیاء العلوم صفحه ۲۱۴' ج ۴) (یکم نومبر ۵۳ء)

عمال کی چار قسمیں: قال یحییٰ بن معاذ الرازی: العمال أربعة تائب وزاهد ومشتاق وواصل فالتائب محجوب بتوبته والزاهد محجوب بزهده والمشتاق محجوب بحالة والواصل لا یحجبه عن الحق شئی (عوارف المعارف علی حاشیة الاحیاء العلوم ص ۴۲۸' ج ۴) (۳/نومبر ۵۳ء)

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق سائل کے جواب میں (لاؤڈ اسپیکر سے نماز):

لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے نماز پڑھنے کا کسی نے پوچھا تو حضرت شیخ الحدیث صاحب نے فرمایا کہ یہ آواز اصلی آواز نہ ہو بلکہ پردے کی ٹکر کی گونج ہو تو پھر نماز نہیں ہوگی۔ جیسا کہ دیوار کے ساتھ یا گنبد میں بولنے سے آواز پیدا ہوتی ہے۔ یہی فتویٰ مولانا تھانویؒ نے بھی دیا تھا۔اور پھر تحقیق کے بعد فرمایا تھا کہ یہ اصلی آواز ہے' بجلی کے ذریعے ہواؤں کی لہروں پر سوار کی جاتی ہے اگر ایسا ہو تو نماز صحیح ہوگی۔ تاہم مسئلہ اختلافی ہے۔اس لئے اچھا یہی ہے کہ احتیاط سے کام لیا جائے تاکہ مختلف فیہ مسئلہ کی ضرورت نہ پڑے۔ (مرقوم ۱۰/نومبر) (۱۳/جون ۵۴ء)

مان مدحت محمداً بمقالتی ولکن مدحت مقالتی بمحمد ﷺ

واقعہ معراج: کان وقوع الاسراء والمعراج فی السابع والعشرین من رجب فی السنة الحادیة عشرہ من النبوة ۔ ویروون بعض الناس ان الاسراء کان بالروح فقط ولکن الحق ماعلیه العلماء اجمعون (۱۹ر نومبر)

علامہ سید سلیمان ندویؒ کی وفات:

علامہ سید سلیمان ندویؒ شام ساڑھے چھ بجے اپنی رہائش گاہ واقع جہانگیر روڈ کراچی میں تین ماہ کی مسلسل علالت کے بعد جہان فانی سے انتقال کر گئے۔آپ پھیپھڑے اور نرخرہ کی بیماری میں مبتلا تھے۔افسوس کہ آج دنیا کو علم دین کے ایک ستون گرنے سے بہت بڑا نقصان پہنچا۔ موت العالم موت العالم

اس عالم بے بدل کی وفات کی خبر چشم زدن میں شہر بھر میں پھیل گئی اور عوام وخواص میں اس سے اضطراب عظیم پھیل گیا۔اللہ اس متبحر عالم کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کی رحلت سے جو خلاء پیدا ہوا ہے اسے نعم البدل سے پُر فرمائیں۔رحمه الله تعالیٰ وانزل علیه شآبیب الغفران

آپ کا جنازہ صبح ساڑھے آٹھ بجے اٹھایا گیا۔جس میں ملک بھر سے وزراء' مقتدر علماء اور آپ کے معتقدین نے پانچ ہزار کی تعداد میں شرکت کی ۔ جنازہ نیو ٹاؤن کی جامع مسجد میں ادا کیا گیا۔ جہاں نماز کے بعد آدھ گھنٹہ تک جنازہ معتقدین کے آخری دیدار کے لئے رکھا گیا۔اور اس کے بعد مرحوم کے جسد پاک کو نہایت عزت واحترام کے ساتھ سپرد خاک کیا گیا۔

ہزاروں سال نرگس اپنے بے نوری پہ روتی ہے بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا
وہ بزرگ افراد جن کی خدمتیں درکار تھیں رفتہ رفتہ ان کے اٹھ جانے سے ملت ہے حزیں

(۲۲۔۲۳۔ر نومبر)

دارالعلوم میں علامہ ندویؒ کی وفات پر تعزیتی جلسہ: علامہ سید سلیمان ندویؒ کی یاد میں دارالعلوم حقانیہ میں تعزیتی جلسہ منعقد ہوا۔جس میں والد صاحب نے علامہ ندوی کے حوالے سے مختصر تقریر فرمائی اور بعد میں ختم قرآن و دعائے مغفرت کی۔ (۳۰ر نومبر)

جلسہ سیرۃ النبیؐ میں شیخ الحدیثؒ کی تقریر:

فوجیوں کو ظاہر وباطن درست کر کے قوم وملک کے صحیح ہیرو بننے کی تلقین:

جلسہ میلاد النبی ﷺ کے حوالے سے مولانا سمیع الحق اپنی ڈائری میں لکھتے ہیں:

کہ بندہ والد صاحب کے ہمراہ رسالپور چھاؤنی میں میلاد النبی ﷺ کے حوالے سے منعقدہ پروگرام میں

شرکت کے لئے گیا۔ جہاں آپ نے پانچ سو سے زائد فوجیوں کو لیکچر ہال میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

کہ آپ قوم کے خادم ہیں' اللہ کے ہاں آپ کا بڑا مقام و مرتبہ ہے۔ ہمیں میلاد النبیؐ کے حوالے سے سچی خوشی تب نصیب ہوگی جب ہمارا باطن بھی سیرت النبیؐ کے موافق ہو۔ اگر ظاہری اور باطنی حالت ٹھیک ہو جائے تو تب ہی آپ قوم و ملک کے صحیح ہیرو ہوں گے۔ ویسے ہی جیسا کہ گزشتہ دور میں مجاہدین کا شیوہ تھا۔ تاریخ میں لکھا ہے کہ کسریٰ کے سامنے ان مجاہدین کے حالات بیان ہوتے تو وہ لرزہ براندام ہو جاتے۔ اور اس کی وجہ کیا تھی ۔ یہ بھی ایک کافر جاسوس نے کہی کہ فی اللیل رھبان وفی النہار فرسان

آپ نے بیان میں اسلام پر یورپ کی طرف سے اٹھنے والے بے بنیاد الزامات کے دندان شکن جوابات بھی دیئے۔ ایک جاہلانہ الزام کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ وہ کہتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے۔ حالانکہ آقائے نامدار کی شان رحیمانہ تو یہ تھی کہ چودہ برس تک آلام و مصائب و تکالیف برداشت کیں تب جا کے جنگ بدر کا وقوع ہوا۔ اور اس کی بھی مثال یوں ہے کہ بدن کے ایک عضو میں مرض یا خراب جراثیم پھیل جائیں تو مجبوراً اور ضرورتاً اسے کٹوانا پڑتا ہے تاکہ باقی بدن سالم رہ جائے۔ اس لئے آپؐ نے چاروناچار یہ جنگ کی۔ امریکہ اور یورپ نے معمولی خودغرضی کے مقاصد کو سامنے رکھ کر جنگ عظیم میں کروڑوں انسانوں کی جانیں ضائع کیں۔ یہ تو ظلم نہ تھا جبکہ دنیا کو سچی تعلیم انسانیت اور مہذب بنانے کے لئے جو معمولی جنگ ہوئی وہ بہت بڑا ظلم اور برا قرار پایا۔ (۲۴۔۲۵ نومبر)

ملفوظات شیخ الحدیثؒ :

قدرت وعظمت اور علوء مرتبت میں ترتیب:

☆ فرمایا کہ پہلے قدرت ہے پھر اس کے بعد عظمت ہے اور عظمت کے بعد علو مرتبت کا تصور آتا ہے۔ اسی وجہ سے نماز میں پہلے سورۃ فاتحہ میں الحمدللہ رب العالمین سے قدرت کا اظہار ہوتا ہے اس کے بعد سبحان ربی العظیم سے عظمت کی طرف اشارہ ہے اور ان دونوں کے بعد پھر سبحان ربی الاعلیٰ میں علو وشان و مرتبہ کا اظہار کیا جاتا ہے۔

☆ فرمایا کہ ہر شخص کو اپنا بوجھ خود اٹھانا چاہیے جیسا کہ حضرت عمرؓ کے بارے میں بیان ہوتا ہے کہ وہ ایک دن بوجھ اٹھائے لے جارہا تھا آپ کے غلام حضرت اسلم نے اس بوجھ کو ان سے لینا چاہا تو آپ نے فرمایا کہ کیا قیامت کے دن بھی تم میرا بوجھ اٹھاؤ گے؟

دارالعلوم میں کنوئیں کی کھدائی:

آج دارالعلوم حقانیہ میں جنوبی جانب (یہ جگہ اب احاطہ محمودیہ کے قریب واقع ہے اور اس کنوئیں پر ٹیوب ویل لگادیا گیا ہے) کنوئیں کی کھدائی شروع ہوئی۔ پہلی کدال برادرم اظہار الحق نے ماری۔ (۶۔۷ ردسمبر)

سلسلہ خطبات جمعہ　　شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

اخلاص وللّٰہیت کی برکات اور ثمرات

نحمدهٗ و نصلی علی رسوله الکریم امابعد فاعوذ بالله من الشیطان الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم وماۤ امرواۤ الا لیعبدوا الله مخلصین له الدین حنفآء ویقیموا الصلوة ویؤتوا الزکوة وذلک دین القیمة (سورة البینّه)

ترجمہ: اور حکم نہیں دیا گیا مگر یہ کہ عبادت کریں اللہ کی خالص کر کے اس کے واسطے بندگی ابراہیمؑ کی راہ پر اور قائم کریں نماز اور ادا کریں زکوٰۃ اور یہ مضبوط لوگوں کی راہ ہے۔

وقال الله جل جلاله و ادعوه مخلصین له الدین ''خالص اللہ کی عبادت کرو اور اسی کو پکارو''

وعن ابی امامة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ان الله لایقبل من العمل الاما کان له خالصاً وابتغی به وجه.

ترجمہ: حضرت ابوامامۃؓ حضور اکرم ﷺ سے روایت کر رہے ہیں کہ آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا نیک اعمال میں سے اللہ صرف اس عمل کو قبول کرتے ہیں جو صرف اللہ کے رضا اور خوشنودی کے لئے ادا کئے جائیں۔

عقیدۂ توحید: محترم حاضرین! عقلی ونقلی دلائل کی رو سے یہ بات مسلمہ ہے کہ اس ساری کائنات کو وجود میں لانے والا ایک ہی ہے جو کہ رب العالمین اللہ تعالیٰ ہیں' یہی وجہ ہے کہ انسان تب مسلمان ہوگا کہ اس کے باطن وظاہر پر عقیدہ راسخ ہو کہ اس کا پیدا کرنے والا' پالنے والا اور خیر وشر کا مالک' دینے اور لینے والا ایک ہے جس کے ساتھ ان کمالات وصفات میں کوئی شریک نہیں' ہم اس کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں۔ عزت وذلت دنیا اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔ کسی کو ذلت ورسوائی کے اندھے گڑھے میں پہونچانا چاہے دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت اسے بربادی سے نہیں بچاسکتی۔ کسی کو عزت کا مرتبہ دینا چاہے' دنیا کی تمام قوتیں یکجا ہو کر اس فرد کا کچھ بگاڑ نہیں سکتیں۔ انسان دنیا کی بے شمار نعمتوں سے جو استفادہ کر رہا ہے یہ تمام مخلوق اسی کے دسترخوان کے خوشہ چین ہے۔ زندگی اور موت اس کے ہاتھ میں ہے۔ اس کی مقرر کردہ زندگی سے ایک منٹ زیادہ نہ کوئی جی سکتا ہے نہ مقررہ وقت سے ایک لمحہ آگے پیچھے موت واقع ہوسکتی ہے۔

مقاصد تخلیق کی تکمیل: جب سب کچھ اسی کا ہے اور اسی کے حکم پر ایک مخصوص اور مربوط نظام سارا کارخانہء

الم رواں دواں ہے تو پھر عقل سلیم رکھنے والے کے لئے تو عقل وعرف کا تقاضا یہی ہے کہ اس ذات کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ مانا جائے۔ کلام اللہ اور ارشادات نبوی ﷺ میں شرک کی جس شدومد سے مذمت کی گئی، قسم قسم کے دلائل اور وحدانیت رب کی عظمت واہمیت کے لئے وعجیب وغریب انداز اختیار کئے گئے، علم وحکمت کے وہ اسرار ورموز اور موتی کسی اور کے کلام میں موجود نہیں۔ دنیا کی تمام حوائج وضروریات کو پورا کرنے کا وعدہ جس ذات نے فرمایا اس نے انسان کے ذمہ صرف اور صرف اپنی عبادت کی ڈیوٹی سپرد کی۔ اب انسان پر لازم ہے کہ اس کی پیدائش کا جو مقصد ہے اسے صحیح اور مکمل طریقہ سے سرانجام دے۔

عبادات میں اخلاص کی ایک تمثیل: ایسی عبادت کی جائے جو ابتداء سے انتہاء تک اخلاص کا مجموعہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ایسی عبادت کو قبول ہی نہیں کرتا جو ظاہر میں تو اچھی معلوم ہو اور اخلاص وقلبی توجہ سے خالی ہو۔ اگر کوئی مسلمان نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج ودیگر اعمال صالحہ ریا اور دکھاوے یا کسی اور ناجائز غرض کے لئے کر رہا ہے تو اللہ کے ہاں ان اعمال کا کوئی درجہ اور قدر وقیمت نہیں۔ معلوم ہوا عبادات کی صحت وفساد کا دارومدار اخلاص یعنی تصحیح نیت پر اخلاص پر ہے اور خالص اس چیز کو کہتے ہیں جس میں اس شی کے علاوہ کسی اور چیز کو نہ ملایا جائے۔ ہم اگر بازار میں خریداری کرنے جاتے ہیں تو خریدنے والی اشیاء کو انتہائی غور سے ٹٹولنے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ چیز دو نمبر اور اس میں کسی اور چیز کی آمیزش تو نہیں۔ بالکل خالص ہے یا وزن اور زیادہ منافع کمانے کے لئے ناقص اشیاء تو شامل نہیں۔ بدقسمتی سے اب ایسا وقت آیا ہے کہ ہر فرد اپنے ہی مسلمان بھائی کو لوٹنے کے لئے کھانے پینے کے سامان میں بھی کئی ناقص، مضر صحت، ہلاکت کے سبب بننے والے مواد کو شامل کرنے میں خوف خدا، مخلوق خدا کیساتھ بے ایمانی کے تصور کرنے سے بھی محروم ہو گیا۔ لیکن جب بھی خریدار کو علم ہو کہ فلاں شخص نے مجھے خالص سودا کے بجائے جعلی اور آمیزش والا سودا دیا ہے۔ دکاندار سے نہ صرف گلہ کرے گا بلکہ خریدی ہوئی شئی کو بھی ناقابل استعمال اور ضرر رساں اشیاء کی طرح کچرے کے ڈھیر میں شامل کر دیتا ہے۔ یہی صورتحال عبادات میں اخلاص کی ہے، ہر عمل اور کار خیر کیلئے اخلاص کی حیثیت روح کی ہے۔ دنیا میں جتنے اللہ کے محبوب اشخاص، نامور ہستیاں گزری ہیں۔ دنیا سے رخصت ہونے کے بعد بھی ان کے نام سورج، چاند، ستاروں کی طرح روشن اور زندہ وتابندہ ہیں۔ ان کی زندگیوں کے مطالعہ، تتبع اور تحقیق سے ثابت ہو جاتا ہے کہ ان کے ان بلند مقام حاصل کرنے میں زیادہ عمل دخل انکے اخلاص کا ہے، اخلاص وہ اعلیٰ ترین صفت ہے جو انسان اور اس کے عمل کو دوام بخشتا ہے۔

مخلصانہ کردار کی تابندہ مثال: زمانہ قریب کی ایک مثال ہے کہ ہندوستان کے ایک چھوٹے قصبہ دیوبند میں ایک استاد اور ایک شاگرد نے اخلاص سے علوم دینیہ کی بنیاد رکھ دی ان کے اخلاص بھرے عمل کو اللہ نے دوام بخشا کہ آج چاردانگ عالم میں اس شجر طوبیٰ کے باغ وبہار ہر طرف لہلہاتے نظر آ رہے ہیں۔ اس علمی وروحانی مرکز علمی کی شعاعوں

سے اسلامی دنیا منور ہو کر دارالعلوم دیوبند حق وصداقت کی علامت بن چکی ہے۔

اخلاص کے ثمرات: بہرحال ذکر اخلاص ونیت کا ہورہا تھا نیک اعمال کے مقبولیت اور رد ہونے کا سارا انحصار نیت پر ہے کہ آیا یہ عمل اللہ کی رضا کے لئے ہے یا لوگوں کو دکھانے کیلئے ہے اگر نیت عمل کرتے وقت یہ ہو کہ لوگ اسے عابد وزاہد اور بزرگ سمجھیں یہ مقصد تو اس دنیا میں لوگ اسے متقی وپرہیزگار سمجھ کر حاصل ہو جائیگا اگر نیت اللہ کے رضا اور اس کے حکم کی اطاعت ہو تو قیامت کے بعد جو نہ ختم ہونے والی زندگی ہے یہی اخلاص نیت وہاں کارگر ثابت ہو کر جنت بھی حیات جاودانی کے حصول کا ذریعہ بن جائے گا۔ ارشاد ربانی ہے: **ومن یرد ثواب الدنیا نؤتہ منھا ومن یرد ثواب الأخرۃ نؤتہ منھا وسنجزی الشاکرین،** (سورہ آل عمران)

ترجمہ: جو شخص اپنے عمل کا بدلہ دنیا میں چاہے گا یہیں اس کا بدلہ مل جائے گا (آخرت میں محروم ہوگا) اور جو شخص اپنے (نیک) عمل کا اجر آخرت میں حاصل ہونے کا طلب گار ہو تو اسے آخرت میں ثواب ملے گا اور ہم بہت جلد شکریہ ادا کرنے والوں کو بدلہ دیں گے۔

انبیاء کرام کا اخلاص: یاد رہے جس شخص نے عمل اخلاص نیت کے بغیر کیا اسے اس کی نیت کے مطابق بدلہ اور وہ بھی صرف دنیا میں مل جائے گا۔ اور نیت خالص رکھنے والے جس نے نیکی خلوص قلب سے اللہ کے خوشنودی کیلئے کی ہو اللہ جو بے حد کریم ورحیم ہے اس عمل کا بدلہ آخرت میں تو انشاء اللہ ضرور دے گا دنیا میں بھی اس بندہ کو اسکے بدلہ مزید کرم وانعام سے نوازتا ہے۔ قرآن کریم انبیاء کے واقعات، اپنے قوموں کو دعوت تبلیغ ان کے جوابات اور پھر ان کے انبیاء کے ساتھ سلوک سے بھرا پڑا ہے۔ ہر نبی نے اپنے قوم کو راہ راست پر لانے کیلئے جو دعوت دی وہ کسی غرض اور لالچ یا دنیوی فوائد کیلئے نہ تھی بلکہ ہر ایک کا نعرہ تھا کہ **ما اسئلکم علیہ من اجرٍ إن اجری إلا علی رب العالمین** (الشعراء) ترجمہ: میں اس تبلیغ کے عوض آپ سے کوئی عوض لینے کا طلب گار نہیں بلکہ اس کا بدلہ مجھے اپنے (مالک) رب العالمین نے مجھے دینا ہے۔

امام الانبیاء کا اخلاص: سرکار دوعالم سید الرسل ﷺ کی زندگی آپ کے سامنے ہے، صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے لوگوں کو راہ نجات پر لانے کیلئے کتنے مصائب اور مشکلات سے دوچار ہوئے اگر ان کی یہ تگ ودو اور محنت کسی دنیوی لالچ اور غرض کیلئے ہوتی تو کفار نے تو سونے کے ڈھیر، حسین ترعورت سے شادی کروانے اور ملک کے بادشاہت وغیرہ دینے کے پیشکش کیئے، چونکہ ان کی تمام مساعی اللہ کے حکم کی بجا آوری اور مالک کے خوشنودی کیلئے تھے اسی نیک اور اخلاص کے پیش نظر کفار کے کسی جال اور فریب میں نہ آسکے، اپنے اس عظیم مقصد کے مقابلہ میں فانی دنیا کے تمام فوائد کو حقارت سے ٹھکرا کر سابقہ انبیاءؑ کے اسی نعرہ کی تائید فرمائی کہ اصلاح امت کی ساری جدوجہد کا مقصد ایک ہی ہے کہ ایسا راستہ اختیار کیا جاوے جو دل کے گہرائیوں سے خالص اللہ کیلئے ہو اور اجر کے بھی اسی سے حاصل

کرنے کے متمنی ہیں۔

عمل شرک سے برأت کا اعلان: اپنے کسی عمل میں اللہ کے ساتھ دوسرے کوشریک کرنے والا ایسا ہے جو اللہ کے ساتھ اس کے حاکمیت اور خدائی میں بھی دوسرے کوشریک کر رہا ہے یہ ایسا بدترین عمل ہے جس کا خمیازہ دنیا اور آخرت دونوں میں بھگتنا ہوگا۔

ختم الرسل ﷺ کا ارشاد ہے عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ انا اغنیٰ الشرکاء عن الشرک من عمل عملاً اشرک فیه معی غیری ترکۃ وشرکهٗ وفی روایۃ فانا منه بریٔ ھوللذی عملهٗ

ترجمہ: حضرت ابوھریرہؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں شرک کے سلسلہ میں تمام شرکاء سے بہت زیادہ بے نیاز ہوں (یعنی میں کسی کا محتاج نہیں کسی سے شراکت احتیاج کی وجہ سے ہوتی ہے کسی کو اجازت نہیں کہ میرا بندہ میرے ساتھ کسی کوشریک ٹھہرائے) جوشخص کوئی ایسا عمل کرے جس میں میرے ساتھ کسی دوسرے کو بھی شریک کرلے میں اس شخص کوشرک کے ساتھ مسترد کردیتا ہوں۔اور ایک اور روایت میں جو الفاظ ہیں وہ اسطرح ہیں (کہ جو میرے ساتھ کسی عمل میں دوسرے کوشریک بنانے کی کوشش کرے) میں اس شخص اور اسکے عمل سے بری ہوں اور اس عمل کرنے والے کا عمل صرف اس کیلئے ہے جس کے واسطے اس نے وہ کار خیر کیا۔

ریاکاری کی مضرتیں: اتنی سخت وعید کے بعد بھی آج ہماری حالت ایسی ہے کہ اگر کبھی کوئی نیک عمل کرنے کا ارادہ بھی کرتے ہیں تو خواہش ہوتی ہے کہ اسکی خوب تشہیر ہو کبھی تہجد پڑھنے کا موقع اتفاق سے مل جائے، کہیں کسی مدرسہ، مسجد یا کسی مفلس ونادار کے ساتھ تعاون کا موقع ہاتھ آئے تو خواہش ہوتی ہے کہ ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات وغیرہ میں تصویر اور شہرت کا موقع ہاتھ سے نہ جائے، لوگوں میں دینداری، غریب پروری کا چرچا ہو، تشہیر کی یہ شیطانی خواہش اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ کئی نیکی کرنے کے دعویدار اپنے برائے نام کار خیر کومشروط کردیتے ہیں کہ اس رفاہی اور تعمیری کام پر میرے نام کا کتبہ ضرور نصب کیا جائے۔افسوس ایسے عمل پر بھی ہم رب العالمین سے اجر وصلہ حاصل کرنے کے اپنے کوحقدار سمجھتے ہیں۔جبکہ حضور کے ایک ارشاد کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کوان کے نیتوں کے مطابق اٹھایا جائے گا ہر عمل والے کے ساتھ اسکے جزاء وسزا کا معاملہ اس کے نیت کے مطابق ہوگا۔

ریاکاری کا مذموم کردار: اس سے بڑھ کر احسان فراموشی، خودغرضی کیا ہوگی کہ جس احکم الحاکمین نے پیدا کیا ایک ایک بال اور بدن کا رگ وریشہ اسی کے انعامات کی مرھون منت ہے صرف اسی کی عبادت کرنے کی بجائے دین وعبادت کا لبادہ اوڑھ کر دنیا کمانے کی خاطر ظاہری اعمال واخلاق سے دنیا والوں کو دھوکہ دیا جائے۔ارشاد نبویؐ ہے:

وعن ابی ھریرہ قال قال رسول اللہ ﷺ یخرج فی آخر الزمان رجال یختلّون الدنیا بالدین یلبسون للناس جلود الضّان من اللّین السنتھم احلیٰ من السّکر وقلوبھم قلوب الذیاب یقول اللہ

أبي يغترون أم عليّ يجترء ون حلفت لابعثن على أولئك منهم فتنة تدع الحكيم فيهم حيران (رواه ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوھریرہ حضورﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا آخری زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو دینی وشرعی اعمال کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنائیں گے (لوگوں) کی خوشنودی اوران کو اپنے کو متقی وپرہیزگار ظاہر کرنے کیلئے) دنبوں کی کھال کا لباس زیب تن کریں گے ان کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی اوران کے دل بھیڑیوں کے دل کی طرح (خونخوار) ہوں گے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (یہ لوگ لوگوں کو فریب اوردھوکہ میں مبتلا کرکے) کیا یہ لوگ میرے طرف سے ان برے اعمال کے سبب سے فوری عذاب نہ دینے کے وجہ سے غروراورفریب میں مبتلا ہیں حتی کہ میرے عذاب سے بھی نہ ڈرنے کی جرأت کررہے ہیں یااس خام خیالی میں مبتلا ہیں کہ ان کے برے کاموں میں بھی ان کا مددگار ہوں پس میں اپنی ذات پر قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یقیناً میں ان پرانہی میں سے ایسا فتنہ، عذاب مسلط کروں گا اوروہ فتنے اورمصائب ایسے ہوں گے کہ ان سے محفوظ رہنے کیلئے بڑے سے بڑے دانشور، عقل منداوردانا بھی حیران وپریشان ہوں گے۔

خلاصہ یہ کہ وہ لوگ ظاہری اعمال صالحہ کے پابند، زہدوتقویٰ کے مجسمے نظر آئیں گے، سارے تکلف وتصنع کی بنیاد ریا پر قائم ہوگی مطلوب ومقصود مخلوق کی رضا اوران کو جاہل بنا کران سے دنیاوی فوائد حاصل کرنا ہوتا ہے۔رب کائنات ایسے ریاکاروں پر دنیا میں بھی ایسا عذاب اوراشخاص مختلف شکلوں میں مسلط فرمادیتے ہیں کہ ان کی ریاکاری اوراس کے ذریعہ حاصل کرنے والے فوائدان کے لئے تباہ کن حالات پیدا کرنے کا ذریعہ بن جاتے ہیں، یہ الگ بات ہے کہ رب العالمین انسانوں کی طرح نہ جلد باز ہیں اورنہ اسکے فیصلے جلد بازوں کی طرح ہوتے ہیں اسکے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں مگر جب گرفت فرماتے ہیں پھراس سے بچانے والا کوئی نہیں ہوتا۔

نجات صرف عمل سے نہیں ہوگی بلکہ وہ عمل جس میں اخلاص وللّٰہیت ہووہی عمل قابلِ اعتباراوراسی پر نجات کا مدار ہے اگرکسی عمل کی ظاہری صورت بہت خوبصورت اور بادی النظر قبولیت کی صلاحیت رکھنے کا بھی یقین ہومگر خلوص سے خالی ہواس میں تباہی اور بربادی کے علاوہ کچھ نہیں آپ کو معلوم ہے کہ دین میں علم وسخاوت اورشہادت وہ اوصاف حمیدہ ہیں کہ قرآن وحدیث میں یہ صفات جن حضرات میں ہوں ان کے لئے بڑے بڑے اجوراوردرجات کی خوشخبریاں موجود ہیں اگر یہ اعلیٰ اعمال بھی خلوص وللّٰیت سے خالی ہوں صرف لوگوں کے دکھاوے اپنی شہرت اور ریا کے طور پر کی جائیں توان اعمال سے نجات کا تصور بھی ناممکن ہے بلکہ ایسے اعمال ان کو جہنم میں پہنچانے کا ذریعہ بن جائیں گے۔

ریاکار عالم وشہید کا انجام:

حضرت ابوھریرہؓ نے حضور اکرم ﷺ سے ایک طویل حدیث میں ان تینوں کے بدترین انجام کا ذکر کرتے ہوئے کہا جس کا مفہوم وخلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ روز قیامت ایک شہید رب العزت کے سامنے پیش کیا جائے گا اور جل جلالہٗ اس کے سامنے اپنے انعامات کا ذکر کرتے ہوئے یہ شہید بھی انعامات کے حاصل کرنے کا اقرار کرے گا، رب العالمین پوچھیں گے کہ آپ نے ان نعمتوں کے عوض کیا بدلہ دیا، شہید جواباً کہہ دے گا۔ میں نے آپ کی رضا کیلئے جہاد کر کے شہادت سے سرفراز ہوا، رب العالمین فرمائیں گے، اس دعویٰ میں جھوٹے ہو تم نے قتال میرے حکم پر عمل کرتے ہوئے نہیں کیا بلکہ تمہاری مقصد صرف یہ تھی کہ لوگ کہہ دیں کہ فلاں بڑا بہادر اور پہلوان ہے۔ حدیث میں الفاظ ہیں ''فقد قیل اور تمہاری بہادری کا لوگوں نے اعتراف کر لیا یعنی تم نے جس دنیاوی غرض کیلئے جنگ کی وہ تمہیں حاصل ہوا۔ میرے پاس تمہارے لئے جہنم کے سوا کچھ نہیں پھر اللہ جل جلالہ اس کو جہنم میں ڈالنے کا حکم فرمائیں گے فرشتے اس کو الٹا گھسیٹ کر جہنم میں ڈالدیں گے۔

اللہ کے حضور پیش ہونے والا دوسرا شخص عالم دین ہوگا علم حاصل کرنے کے کئی مراحل طے کر کے معاشرہ میں ایک ممتاز عالم کی حیثیت سے نام پیدا کیا صرف علم حاصل کرنے پر قناعت نہ کی بلکہ قرآن وحدیث کے درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھ کر اور لوگوں کو بھی قرآن وعلوم دینیہ پڑھائے اسے بھی پہلے والے معاملے کا سامنا کرنا پڑیگا رب العالمین اپنے نعمتوں کا ذکر اور اس عالم کے اقرار کے بعد وہی سوال ہوگا کہ لاتعداد نعمتوں کا شکریہ اور استعمال کیلئے تم نے کون سا راستہ اختیار کیا۔ یہ شخص جواب میں اللہ کے رضا کیلئے علم، اس راستہ میں مشکلات برداشت کرنا اور پھر علم پھیلانے جیسے دعوے کرے گا، احکم الحاکمین اسے جھوٹا قرار دے کر اس کے دعویٰ کو رد کریں گے کہ تو نے میری رضا کیلئے نہیں بلکہ علم اس لئے حاصل کیا اس کے لئے محنت اور تکالیف برداشت کئے کہ تمہیں معاشرہ کے لوگ بڑا عالم کہیں اور اس نام کی وجہ سے تمہیں لوگوں کے درمیان امتیازی مقام ملنے کی بعد شہرت حاصل کرسکو اور وہ مقصد تمہیں حاصل ہوا۔ اس کا خاتمہ بھی پہلے شخص کی طرح ہوگا کہ مالک الملک کے حکم سے فرشتے الٹے منہ گھسیٹ کر اسے جہنم کا ایندھن بنادیں گے۔ ہمارے لئے عبرت کا مقام ہے کہ علم جیسا عظیم عمل جسکی وجہ سے آدم علیہ السلام کو خلافت ارضی جیسے منصب جلیلہ سے نوازا گیا وحی کی ابتداء علم حاصل کرنے کے حکم سے کی گئی اگر اس کے حصول اور پھیلانے میں اللہ کی رضا نہ ہو شہرت پسندی اور دکھلاوا ہو آخرت میں وہی علم کارآمد نہیں بلکہ تباہی اور وبال کا ذریعہ ہے۔

ریاکار سخی کا انجام:

تیسرے قسم کے لوگوں میں مالدار رب العزت کے سامنے پیش ہو کر مالدار سے وہی سوالات کہ میں نے تمہیں کروڑوں، لاکھوں سے نوازا، محلات، باغات اور بے شمار سیم وزر دئے تم نے ہمارے لئے کیا کیا وہ جواب

میں اپنے صدقات وخیرات اور یتامیٰ ومساکین کے اعانت کا ذکر کریں گے کہ یا اللہ یہ سب کچھ آپ کی خوشنودی کیلئے کیا۔ رب العزت اس کے دعویٰ کو غلط قرار دے کر فرمائیں گے میرے رضا کیلئے یہ اعمال نہیں کئے ''ولکنک فعلت لیقال ھو جواد'' یعنی اسلئے کئے کہ دنیا میں تمہاری شہرت ہو کہ فلاں بڑا سخی ہے اور پھر اسے بھی جہنم کا حصہ بنانے کا حکم دیا جائیگا۔

یہ تینوں عمل آپ حضرات کو معلوم ہیں کہ کتنے بڑھے طاعات میں گنے جاتے ہیں مگر جب خلوص نیت نہ ہو تو انہی کی وجہ سے دخول جہنم ہوا۔

محترم سامعین! اب ان تین اعمال کی بجائے ایسے نیک اعمال کہ عنداللہ تو وہ بھی رضائے الٰہی کا بہترین وسیلہ بن سکتے ہیں مگر عام طور پر لوگوں کے خیال میں وہ معمولی عمل ہیں چھوٹے طاعات میں شمار کئے جاتے ہیں۔ ویسے شکل وعمل کے اعتبار سے بھی چھوٹے ہیں اگر یہی اعمال خلوص سے ہوں تو اخرت میں تو یقیناً نجات کی صورت اختیار کر جائیں گے دنیا میں بھی اگر ان اعمال کو وسیلہ بنا کر اللہ سے اپنی حاجت پورے کرنے کا سوال کیا جائے تو یہاں بھی خطرناک ترین مصائب وپریشانیوں میں اللہ تعالیٰ سرخروئی اور کامیابی سے مالا مال فرما دیتے ہیں جیسے کہ

اصحاب غار کا قصہ اور اخلاص کے برکات: عبداللہ ابن عمرؓ آنحضرت ﷺ سے ایک واقعہ نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ امم سابقہ کے تین افراد صحرانوردی کرتے ہوئے آبادی سے دور چلے گئے رات اور اندھیرے کی وجہ سے اپنے ٹھکانوں کو واپس نہ جاسکے۔ پناہ اور رات گزارنے کی خاطر غار میں گھس گئے اچانک پہاڑی سے کئی منوں ٹنوں پر مشتمل ایک چٹان پہاڑ سے کھسک کر غار کے منہ پر آکر رک گیا غار کا منہ بالکل بند ہوا نہ آکسیجن کا داخل ہونا، باوجود کوشش کے چٹان کو غار کے منہ سے ہٹانا بھی ان کیلئے ناممکن تھا، اب ان کو یقین ہوا کہ تینوں کی موت واقع ہونے والی ہے، راہ نجات کیلئے تدبیریں نکالنے کیواسطے تینوں نے سر جوڑ کر سوچنے لگے، ان میں سے ایک نے کہا کہ ہم تو اسکے ہٹانے سے عاجز ہیں کھانا وغیرہ بھی ختم ہونے کو ہے اب ایک تجویز ہے اس پر عمل کرنے سے ممکن ہے موت کے اس غار سے زندہ بچ نکلنے کا راستہ نکل آئے وہ یہ کہ اگر ہم سے ہر ایک نے کوئی ایسا عمل اور نیکی کی ہو جو خالص اللہ کی رضا اور خوشنودی کیلئے ہو۔ یہی عمل اللہ کے حضور واسطہ بنا کر اس سے نکلنے کی دعا کیجائے اس رائے سے تینوں نے اتفاق کیا۔ ایک نے اللہ کے حضور دستِ سوال پھیلا کر کہا یا اللہ فقر وافلاس کا دور تھا میری صرف ایک بکری تھی، دن بھر بکری چرا کر رات کو دودھ دوھنے کے بعد بیوی بچوں کے بجائے سب سے پہلے اپنی ماں کو دودھ پلاتا، اس کے علاوہ کھانے کیلئے کچھ نہ تھا اللہ ورسول کے حکم کے مطابق کہ ماں کا حق مقدم ہے یہی میرا معمول رہا، ایک دن بکری چرانے کیلئے دور جانا پڑا، دیر سے آکر دیکھا ماں سوئی ہوئی تھی بیوی اور بچی بھی بھوک سے بلک رہے تھے مگر میں نے ماں کا درجہ مقدم ہونے کی وجہ سے والدہ کے سرہانے دودھ کا پیالہ لیکر کھڑا رہا اسے اٹھا کر بے آرام کرنا بھی مناسب نہ سمجھا، اس دوران بچے بھوک کیوجہ سے مسلسل روتے رہے مگر میں نے ان کی طرف توجہ نہ دی۔ آدھی رات کو ماں بیدار ہوئی، اس نے دودھ پی کر مجھے خوب

دُعائیں دیں جو دودھ بچا بچوں اور بیوی کو پلایا یا اللہ یہ عمل میں نے تیری رضا کیلئے کیا اگر میرا یہ اخلاص آپ کو مقبول ہو اس پریشانی سے نجات دیدے۔ دعا کرتے ہی مقبولیت ہوئی چٹان کا ایک تہائی غار کے منہ سے ہٹ گیا۔

دوسرا دعا کرنے کیلئے اٹھا یا اللہ میں ایک مسکین و نادار شخص تھا ایک دفعہ میں نے اپنے چچا زاد کے بیٹی جو انتہائی حسین تھی کو دیکھ کر اس کے عشق میں دیوانہ ہوا وہ مالدار اور میں غریب گھرانے سے تھا، نکاح کرنا ناممکن تھا میں نے تخلیہ میں اسکے پاس جا کر شوق عشق میں زنا کرنے کا عرض کر دیا، اس نے ایک بہت بڑے رقم کے عوض زنا کرنے کا مطالبہ منظور کیا شاید اسے یقین تھا کہ مجھ جیسے غریب شخص کیلئے اتنے بڑے رقم کا پیدا کرنا محال ہے میں نے دن رات ایک کر کے مطلوبہ رقم حاصل کر کے شرط پوری کر دی۔ بدعملی کیلئے ہم دونوں تیار ہوئے کہ لڑکی نے آواز دی "لا احل لک ان تفض الخاتم إلا بحقه" یعنی میں تمہارے لئے اس بات کو حلال نہیں سمجھتی کہ تم اس مُہر (بکارت) کو بغیر اسکے کہ تمہارا حق نہیں توڑ دو یہ سنتے ہی میں نے اپنے حرام ارادہ کو ترک کر دیا میں اس سے جدا ہوا یا اللہ اگر میں نے باوجود بے پناہ محبت کے یہ کار بد آپ کی رضا کیلئے کیا تھا تو ہم کو اس مشکل سے آزاد فرما۔ دعا قبول ہوئی بھاری پتھر اپنی جگہ سے مزید سرک گیا اگرچہ باہر نکلنا ہمارے لئے اب بھی مشکل تھا مگر دو تہائی حصہ پتھر ہٹ گیا۔

تیسرا دعا کیلئے ہاتھ اٹھا کر گویا ہوا اے میرے مولیٰ کچھ مزدور میرے ساتھ کام پر لگ گئے شام کو سب کو اپنی اپنی مزدوری ادا کر دی صرف ایک مزدور اپنی مزدوری لئے بغیر چلا گیا میں نے اسکی رقم کو امانت سمجھ کر کاروبار میں صرف کر دیا۔ اس کا منافع اور پھر اور اس پر مزید تجارت اتنی بڑھ گئی کہ اسکی ایک دن کی مزدوری لاکھوں درھم اور سینکڑوں اونٹ بیل، اور بھیڑ بکریوں کے ریوڑ میں تبدیل ہو کر اس کیلئے محفوظ رکھتا رہا اچانک ایک دن کافی عرصے بعد آکر مجھ سے اپنی ایک دن کی مزدوری کا مطالبہ کیا میں نے اس کو اس ایک دن کی مزدوری سے حاصل کردہ مال و دولت بمعہ بے شمار جانوروں کے پیش کئے۔ اس نے کہا یا عبداللہ تستھزأبی اللہ کے بندے مجھ سے مذاق کرتا ہے میرے آپ کے ذمہ ایک دو درہم قرض ہے میں نے کہا مذاق نہیں کر رہا بلکہ اس کے مال کو تجارت میں خرچ کرنے اور پھر منافع کے بڑھنے کا قصہ سنایا۔ یہ سننے کے بعد وہ تمام مال لے گیا یا اللہ اگر میں نے یہ دیانت داری آپ کی حکم اور رضا کی خاطر کی تو جس مصیبت میں ہم گرفتار ہیں اس سے نجات دے دیں اخلاص سے کی گئی دعا اور عمل کی کی بدولت چٹان کا باقی حصہ بھی غار کے منہ سے ہٹ کر نکلنے کا راستہ پورا کھل کر ہم صحیح وسلامت باہر نکل آئے۔

ان دونوں واقعات کے موازنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے سے بڑا عمل جس میں غرور تکبر، نمائش، تشہیر وریا کی نیت ہو وہ عمل کرنے والے کو عذاب جہنم میں مبتلا کر دیتا ہے اور چھوٹا عمل جو اللہ کے خاطر ہو وہ جنت الفردوس کے مدارج عالیہ پر پہنچا دیتا ہے۔ رب کائنات مجھے اور آپ سب کو ہر عمل میں خلوص نیت کی نعمت سے مالا مال فرمادیں۔ امین

قسط (۲) مولانا سعید الرحمٰن ندوی
ناظم، فرقانیہ اکیڈمی ٹرسٹ، بنگلور، انڈیا

قرآن عظیم اور کائناتی زمینیں

زمینوں کی ایک خوفناک طبیعی حقیقت

یہ مقالہ مضمون نگار کی غیر مطبوعہ تصنیف ''قرآن عظیم کی آفاقیت اور اس کا فلسفۂ کائنات: خارج از زمین زندگی، انسان کی حقیقت اور خود اپنی اصلیت پر جدید اعجازی قرآنی بصائر'' کا تیسرا باب ہے۔ اس کے پہلے دو ابواب چار قسطوں میں ''الحق'' کے جولائی تا ستمبر ۲۰۰۸ء اور فروری ۲۰۰۹ء میں شائع ہو چکے ہیں۔

چنانچہ یہاں عذاب الٰہی کے نتیجے میں سطحی سیال پانی کے زیر زمین دھنس کر غیر سیال منجمد (solid) یا بخاراتی (vaporized) شکلوں میں تبدیلی کے لطیف قرآنی اشارے نے ہمارے موجودہ نظام شمسی کے ایک بڑے اور انتہائی گہرے سائنسی معمے کو نہایت اعجازی طور پر حل کر دیا ہے۔ لہٰذا جدید فلکیاتی سائنس کو یہاں مریخ اور زہرہ پر زمانہ قدیم میں ایسے سطحی سیال پانی کے ٹھوس اور نا قابل تردید علمی و استدلالی اور تجرباتی و مشاہداتی ثبوت فراہم ہوئے ہیں جو فی الحال اس شکل میں نہیں ہے، بلکہ مریخ کی حد تک اس کی زیر سطح منجمد برف (subsurface frozen ice) کی صورت میں کافی نیچے دھنسا ہوا ہے۔ جیسا کہ پہلے باب میں عرض کیا جا چکا ہے جدید سائنس کو مریخ پر اس کی قدیم تاریخ میں سیال پانی کے علاوہ کرۂ ہوا (atmosphere) بھی دریافت ہو چکا ہے، جو نہایت ہلکی مقدار میں آج بھی موجود ہے۔ لہٰذا سطحی پانی کی موجودگی میں جب کرۂ ہوا لازمی طور پر کثیف رہا تھا اس وقت وہاں کا سطحی درجۂ حرارت (surface temperature) بھی زندگی کو سہارا دینے والا اور اس کا معاون و مددگار ہو سکتا ہے۔ یہ اور اس طرح کے دیگر علمی و عقلی دلائل و براہین کی بنیاد پر خود دنیائے فلکیات کا محتاط اندازہ ہے کہ ماضی بعید میں جب بھی حالات سازگار رہے ہوں وہاں زندگی کسی نہ کسی شکل میں قائم رہی ہوگی، جو بعد کے ناسازگار حالات کی وجہ سے ختم ہو گئی ہو۔ مگر زیر بحث قرآنی تصریحات کی روشنی میں اب ہمارے لئے یہ نتیجہ نکالنا نہایت آسان ہو گیا ہے کہ یہ سیارے حقیقتاً زمینیں ہی ہیں، جو ٹھیک ہماری موجودہ زمین ہی کے مانند سابق میں کبھی زندہ تھیں، اور وہاں انسانی و جناتی اور دیگر مخلوقات بھی آباد تھیں، جو مذکورہ بالا ڈھانکنے والے ﴿غَاشِيَةٌ﴾ اور بنجر دن ﴿يَوْمٌ عَقِيمٌ﴾ کے عمومی عذابوں کے

ذریعے نیست ونابود کردی گئیں، ان کا پانی زیر سطح خوب دھنسا دیا گیا، جس کی وجہ سے ان کا کرۂ ہوا بھی ختم ہوتا گیا، اور وہاں رفتہ رفتہ اسقدر ارضیاتی (geological) تبدیلیاں رونما ہوئیں کہ وہ زمینیں آج تک بے آب وگیاہ صاف اور چٹیل میدانوں کے روپ میں اس طرح مردہ پڑی ہوئی ہیں گویا کہ وہ کل آبادہی نہیں تھیں: ﴿حَصِيدًا كَأَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْأَمْسِ﴾ (ایسی صاف کہ گویا وہ کل آبادہی نہیں تھیں)۔ یعنی آج ہماری موجودہ زمین والوں کو جس عذاب سے متنبہ کیا جارہا ہے وہ سابق ہی میں مریخ وغیرہ زمینوں پر بعینہ نازل ہوبھی چکا ہے، اور مستقبل میں ہماری زمین کے ساتھ کیا کچھ ہونے والا ہے اس کا ایک ہو بہو اور حقیقی نمونہ ہماری عبرت وبصیرت کی خاطر خود ہماری ہی ''پچھاڑی'' میں مریخ وغیرہ کی شکل میں رکھ چھوڑ دیا گیا ہے! آج متعدد خلائی پروازوں کے ذریعے ان مردہ زمینوں کی لی گئی مختلف قریبی تصاویر کے ملاحظہ کے بعد ہی اس قرآنی تعبیر کی صحیح تصویر ذہنوں میں آسکے گی کہ تباہی وبربادی کا بھی کیا عالم کہ وہاں ماضی میں جاری وساری تہذیب وتمدن کا کوئی نشان تک باقی نہیں رہ سکا ہے، بلکہ اب وہاں جو کچھ بھی ہے وہ صرف بنجر وسطح زمینیں اور چٹیل وبے آب وگیا میدان ہیں۔ لہذا حسب ذیل آیت میں ٹھیک اسی حقیقت کو مزید موکد کیا جارہا ہے:

﴿وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ﴾ (احقاف:۲۷)

ترجمہ: یقیناً ہم نے تمہارے اطراف واکناف کی بستیوں کو ہلاک کر دیا ہے، پھر نشانیوں کو بکثرت تبدیل کر کے لایا بھی ہے، تا کہ وہ باز آجائیں۔

متقدمین نے یہاں ﴿مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى﴾ (تمہارے اطراف واکناف کی بستیاں) کا مخاطب اہل عرب کو مانا تھا۔ مگر چونکہ خطاب عام ہے اور اسے محدود کرنے کے لئے لغت اور شریعت دونوں ہی اعتبارات سے کوئی امر مانع بھی نہیں ہے اس لئے اسے عام برقرار رکھنا ہی اولی وافضل ہے۔ لہذا اس صورت میں ہمارے یعنی ہماری زمین کے اطراف واکناف کی ہلاک شدہ بستیوں سے مراد ہمارے نظام شمسی کی دیگر زمینیں یعنی زہرہ، مریخ وغیرہ ہوسکتے ہیں، جو حقیقت واقعہ بھی ہیں۔ اور اگر اس دائرے میں مزید وسعت پیدا کی جائے تو اس سے ہمارے نظام شمسی کے گردو پیش کے دیگر نظام ہائے شمسی میں پائی جانے والی زمینیں بھی مراد ہوسکتی ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ مصنوعی ریڈیائی لہروں کی مدد سے ہمارا اپنے قرب وجوار کی دیگر زمینوں سے ربط وتعلق قائم ہونا اسقدر مشکل ہوگیا ہو۔

نیز یہاں یہ بھی واضح رہے کہ ہم نے اپنے ''قرآن عظیم اور اس کا نظام کائنات'' والے مضمون میں دنیوی صرف ایک آسمان کے دریافت شدہ ایک کھرب کہکشاؤں میں سے ہر کہکشاں میں کم از کم ایک زمین کے وجود پر استدلال کرتے ہوئے اس آسمان میں کم از کم ایک کھرب زمینیں مراد لی تھیں، جب کہ یہاں صرف ہماری ایک کہکشاں کے تقریباً چار کھرب سورجوں میں سے صرف ہمارے ایک سورج کے سیاراتی نظام میں ایک سے زائد زمینیں -- زندہ یا مردہ -- ثابت ہو رہی ہیں۔ لہذا ان جدید قرآنی حقائق وبیانات کی روشنی میں بھی اور خود ہمارے ''قرآن عظیم اور

کائناتی مخلوق' والے مضمون میں سورۂ شوریٰ کی آیت نمبر ۵ کے تحت کی گئی ہماری بحث کو بھی مستحضر رکھتے ہوئے زمینوں کی حقیقی تعداد پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔

مریخ کی موجودہ مردہ صورت حال، جس میں اس کا کرۂ ہوا (atmosphere) تقریبا معدوم ہو چکا ہے، کائناتی تناظر میں ہمارے لئے ایک اور ہمہ گیر حقیقت اور گہری بصیرت کی بھی حامل ہے۔ چنانچہ وہ زمین جب زندہ تھی تو اس کا کرۂ ہوا کثیف رہا جانا ناگزیر ہے۔ اپنا استوائی قطر (equatorial diameter) پونے تیرہ ہزار کلومیٹر رکھنے والی خود ہماری موجودہ زمین کا کرۂ ہوا بھی اس وقت اس کے اطراف واکناف میں تقریباً ڈیڑھ ہزار کلو میٹر کی بلندی تک پھیلا ہوا ہے۔ اس طرح کرۂ ہوا کی موجودگی میں زمین کی موٹائی پونے تیرہ ہزار سے بڑھ کر پونے سولہ ہزار کلومیٹر ہو جاتی ہے۔ اور اس کی معدومی یعنی اس کی مردہ حالت میں یہ موٹائی سکڑ کر پھر سے اپنے اصلی پونے تیرہ ہزار کلومیٹر پر لوٹ آتی ہے۔ نیز یہ بھی ایک سائنسی حقیقت ہے کہ زمین اور مریخ وغیرہ زمینی سیارے اربوں سال سے سورج کے اردگرد اپنے اپنے مدار (orbit) میں نہایت تیز رفتاری سے گھوم رہے ہیں۔ لہذا اب جب کہ زمینوں کی متعدد زندگیاں اور متعدد اموات ثابت ہو چکی ہیں تو اس سے یہ حقیقت بھی مستنبط ہوتی ہے کہ وہ کبھی کرۂ ہوا کی موجودگی میں زندہ رہتی ہیں، جس سے ان کی جسامت بڑھ جاتی ہے، اور کبھی عذاب الٰہی کے ذریعے اس سے معدوم ہو کر مردہ ہو جاتی ہیں، جس کی وجہ سے سمٹ کر وہ اپنی اصلی جسامت کی طرف لوٹ جاتی ہیں۔ اس حقیقت کا تعلق نہ صرف ہمارے نظام شمسی کی زمینوں سے ہے بلکہ کائنات کی دیگر ساری زمینوں سے بھی ہے۔ چنانچہ اب ملاحظہ ہو کہ قرآن حکیم حسب ذیل آیات میں عین انہی حقائق کو کس قدر بلیغ و معنی خیز تعبیر کے ذریعے بے نقاب کرنے والا ہے:

۱۴- ﴿أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ كِفَاتًا. أَحْيَاءً وَّأَمْوَاتًا﴾ (مرسلات: ۲۵-۲۶)

ترجمہ: کیا ہم نے زمینوں کو تیز رفتاری سے اڑتے ہوئے اپنا دامن سمیٹنے والی نہیں بنایا، اس حال میں کہ وہ بہت مرتبہ زندہ اور بہت مرتبہ مردہ ہوتی ہیں؟

سورۂ مرسلات کی ساتویں آیت میں ﴿إِنَّمَا تُوعَدُونَ لَوَاقِعٌ﴾ (تم سے جس کا وعدہ کیا جارہا ہے وہ ضرور واقع ہو کر رہے گی) کے ذریعے قیامت اور روز جزا کے یقینی وقوع کی خبر دیتے ہوئے آگے نوع انسانی سے بطور دلیل تین سوالات کئے جارہے ہیں۔ موجودہ آیات کا تعلق ان میں سے تیسرے سوال سے ہے۔ لہذا اس سے مترشح ہوتا ہے کہ یہاں انسان کو کسی بڑی حقیقت ہی کی جانب متوجہ کیا جارہا ہے۔ اور پہلے دو سوالات اس طرح ہیں:

﴿أَلَمْ نُهْلِكِ الْأَوَّلِينَ. ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْآخِرِينَ﴾

ترجمہ: کیا ہم نے پہلوں کو ہلاک نہیں کیا ہے؟ پھر ہم دوسروں کو بھی ان کے تابع کردیں گے۔

﴿أَلَمْ نَخْلُقكُّم مِّن مَّاءٍ مَّهِينٍ﴾

ترجمہ: کیا ہم نے تمہیں ایک حقیر پانی سے پیدا نہیں کیا ہے؟

آخرالذکران دونوں آیات پر تفصیلی کلام ہم آگے حسب موقع کریں گے۔ چنانچہ یہاں ﴿کِفَاتًا﴾ "کَفَتَ، یَکْفِتُ" کا مصدر ہے، جس کے معنے تیزی سے اڑتے یا دوڑتے ہوئے اسی حالت میں اپنا دامن سمیٹنا ہوتے ہیں: "أسرع فی العدو والطیران وتقبض فیه" (لسان العرب)

"أسرع فی الطیران والعدو وتقبض فیه" (القاموس المحیط)

امام لغت وادب زمخشریؒ کی تحقیق کے مطابق، جس کی تائید امام رازیؒ، قاضی بیضاویؒ، علامہ آلوسیؒ جیسے کبار مفسرین نے بھی کی ہے، ﴿کِفَاتًا﴾ جماع الابواب "فِعَال" سے ہونے کی وجہ سے اسم آلہ ٹھہر کر خود اس شے کا نام قرار پاتا ہے جس سے یہ فعل سرزد ہو رہا ہو: "هو اسم ما یکفت"

مثال کے طور پر "شَدّ" کے معنے باندھنا ہوتے ہیں، چنانچہ باندھنے میں استعمال ہونے والے دھاگے ہی کو بطور اسم آلہ "شِدَاد" سے موسوم کر دیا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے جو چیز تیز اڑتے ہوئے اپنا دامن سمیٹنے والی ہو خود وہی ﴿کِفَاتًا﴾ قرار پاتی ہے۔ نیز ظاہر ہے کہ یہاں بھی ﴿الْأَرْضُ﴾ کا استعمال بطور اسم جنس ہی ہو رہا ہے۔ لہذا جب زمینوں کو ﴿کِفَاتًا﴾ سے تشبیہ دی جارہی ہے تو اس سے جو عظیم الشان سائنسی حقائق منصوص طور پر منکشف ہو رہے ہیں ان میں سب سے پہلی حقیقت ہماری زمین سمیت دیگر ساری ہی زمینوں کی تیز رفتار گردش ہے! واضح رہے کہ ہماری زمین سورج کے اطراف اپنے مدار میں تقریباً ایک لاکھ کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے مسلسل گردش کر رہی ہے۔ نیز اس سلسلے کی دوسری طبیعی حقیقت یہاں زمینوں کو تیز رفتاری سے اڑتے ہوئے اپنا دامن سمیٹنے والی بتایا جارہا ہے۔ اب یہ ایک نہایت منطقی وبدیہی بات ہوگی کہ اپنا دامن سمیٹنے سے قبل زمینیں اسے پھیلائے ہوئے ہی محوگردش ہوتی ہیں، کیوں کہ دامن اسی وقت سمیٹا جاتا ہے جب کہ وہ پھیلا ہوا بھی ہو۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ زمینیں گردش کے دوران کبھی اپنا دامن پھیلائے ہوئے اور کبھی اسے سمیٹے ہوئے ہوتی ہیں۔ پھر زمینوں کی ان دونوں کیفیتوں کے لئے بالترتیب ﴿أَحْیَآءً﴾ اور ﴿أَمْوَاتًا﴾ بطور حال لائے گئے ہیں۔ اول الذکر "حَیٌّ" بمعنی "زندہ" کی جمع ہے، جب کہ آخرالذکر "مَیِّتٌ" بمعنی "مردہ" کی۔ یعنی زمینیں جب اپنا دامن پھیلائے ہوئے ہوتی ہیں تو زندہ ہوتی ہیں، اور جب اسے سمیٹ لیتی ہیں تو مردہ ہو جاتی ہیں۔ نیز ﴿أَحْیَآءً﴾ اور ﴿أَمْوَاتًا﴾ بطور صیغہ جمع لا کر یہ معنویت بھی پیدا کی جارہی ہے کہ زمینیں صرف ایک ہی مرتبہ موت وحیات سے دوچار نہیں ہوتی ہیں بلکہ ان میں یہ سلسلہ کثرت سے جاری وساری ہے۔ چنانچہ اب غور کیا جاسکتا ہے کہ کیا ان کا یہ دامن ان کے کرۂ ہوا کے علاوہ کچھ اور بھی ہو سکتا ہے! اس طرح ایک اور مرتبہ اور ایک بالکل ہی الگ پس منظر میں زمینوں کی متعدد زندگیاں اور متعدد اموات ثابت ہو جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر اس وقت ہماری زمین اپنا دامن ہوا پھیلائے ہوئے زندگی سے معمور ہے، جب کہ مریخ وغیرہ اسے سمیٹے ہوئے مخمور و مردہ پڑے ہوئے

ہیں۔ چنانچہ اس موقع سے ایک اور مرتبہ غور کیا جاسکتا ہے کہ ﴿السَّمٰوٰتُ﴾ کے بغیر مفرد طور پر صرف ﴿الْأَرْضُ﴾ ہی اپنی جنسیت پر کس معنی خیزی سے دلالت کرنے والی ہے، جس سے اس ضمن میں اخذ کردہ ہمارا سابقہ عمومی کلیہ مضبوط سے مضبوط تر ہو جاتا ہے۔ اب موجودہ ارشاد باری کی مزید تاکید وتقویت کے لئے حسب ذیل آیات بھی ملاحظہ ہوں:

۱۵- ﴿ءَ أَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ أَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْأَرْضَ فَإِذَا هِيَ تَمُوْرُ. أَمْ أَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ أَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا، فَسَتَعْلَمُوْنَ كَيْفَ نَذِيْرِ. وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ. أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ، مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا الرَّحْمٰنُ، إِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍۭ بَصِيْرٌ. أَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ، إِنِ الْكٰفِرُوْنَ إِلَّا فِيْ غُرُوْرٍ﴾ (ملک:۱۶-۲۰)

ترجمہ: کیا تم اوپر والے سے بے خوف ہو گئے ہو کہ وہ تمہیں زمین میں دھنسا دے، پھر وہ اچانک تھرتھرانے لگے؟ کیا تم اوپر والے سے نڈر ہو گئے ہو کہ وہ تم پر پتھر برسا دے؟ پس عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ میرا ڈرانا کیسا تھا؟ ان سے قبل والے بھی جھٹلا چکے ہیں، سو میرا عذاب کیسا رہا؟ کیا انہوں نے اپنے اوپر اڑنے والوں کو اس حال میں نہیں دیکھا کہ ان میں بہت سے اپنے بازو پھیلائے ہوئے ہیں اور بہت سے انہیں سمیٹ بھی رہے ہیں؟ رحمٰن ہی انہیں تھامے ہوئے ہے، یقیناً وہ ہر شے کی خوب نگرانی کر رہا ہے۔ بھلا تمہارا وہ کونسا لشکر ہے جو رحمٰن کے مقابلے میں (جب وہ تم پر بھی عذاب بھیج دے) تمہاری مدد کر سکے گا؟ کافر تو بڑے دھوکے میں مبتلا ہیں۔

الفاظ قرآنی سے ظاہر ہے کہ ان آیات میں خطاب عمومی نوعیت ہی کا ہے۔ نیز ﴿طَيْرٌ﴾ "طَائِرٌ" کی جمع ہے، جس کا استعمال اڑنے والوں کے معنے میں غیر پرندوں کے لئے بھی ہوتا ہے، جیسے معروف عرب شاعر عنبری کا یہ قول:

"طاروا إليه زرافات ووحدانا" (سب لوگ اس کے پاس اجتماعی وانفرادی دونوں طریقوں سے بھی اڑ کر پہنچے)۔

اسی لئے ہوائی جہاز کے لئے بھی "طَائِرَةٌ" ہی کا استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ موجودہ آیات میں ﴿طَيْرٌ﴾ کا استعمال اسی دوسرے معنے میں ہوا ہے، کیوں کہ پرندے اڑنے کے دوران اپنے بازو جمع یا سمیٹ نہیں سکتے ہیں، جس کی تصویر کشی یہاں ﴿يَقْبِضْنَ﴾ کے ذریعے کی جارہی ہے۔ اور نہ ہی یہ تعبیر ان کے پر مارنے یا پھڑ پھڑانے کے لئے درست ہو سکتی ہے، جس کے لئے موزوں الفاظ "رَفْرَفَةٌ" یا "صَفَقٌ" ہوتے ہیں۔ نیز اس آیت میں حقیقی طور پر پرندوں کا مراد نہ ہونا اس لحاظ سے بھی درست ہو سکتا ہے کہ متصل پچھلی آیت میں موجودہ انسان سے قبل بہت ساری نافرمان نسلوں کو عذاب الٰہی کے ذریعے صفحۂ ہستی سے مٹانے کے بعد اس کی دلیل اور ثبوت کے طور پر ﴿أَوَلَمْ يَرَوْا﴾ (کیا انہوں نے نہیں دیکھا) کے ذریعے اسے اوپر اڑنے والوں پر بصیرت آمیز نگاہ ڈالنے اور ان سے عبرت حاصل کرنے پر آمادہ کیا جارہا ہے تو اس سے کسی معنی خیز حقیقت ہی کی جانب اشارہ مقصود ہو سکتا ہے۔ اپنے بازو پھیلائے اور انہیں سمیٹتے ہوئے پرندوں کو دیکھنے سے کوئی بصیرت حاصل نہیں ہو سکتی ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ اگر ہم ان آیات کے باہمی ربط و تعلق کا بغور جائزہ لیں تو ظاہر ہوگا کہ یہ پانچوں آیات خدائی وعیدوں پر مشتمل ہیں، اور منطقی طور پر ایک دوسرے سے نہایت درجہ مربوط و منضبط بھی۔ چنانچہ جس طرح پچھلے ارشاد باری میں زمینوں کو اجمالی طور پر ﴿كِفَاتًا﴾ (تیز رفتاری سے اڑتے ہوئے اپنا دامن سمیٹنے والی) سے تشبیہ دی گئی تھی یہاں اس کی تفصیل بطور کنایہ ﴿الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صَٰفَّٰتٍ وَيَقْبِضْنَ﴾ (بہت ساری اپنے بازو پھیلائے ہوئے اور بہت ساری انہیں سمیٹتے ہوئے اڑنے والی) سے کی جارہی ہے، اور وہاں بیان کردہ زمینوں کی موت وحیات کو ان آیات کے ذریعے ایک ہمہ گیر فلسفہ تخلیق وتخریب اور تکلیف وتعذیب کا روپ دیا جارہا ہے۔ لہٰذا ان آیات کے ذریعے ہمیں یہ تلقین کی جارہی ہے کہ ہم اللہ کی گرفت اور اس کے عذاب سے بے خطر نہ ہوجائیں، کیوں کہ ہم سے قبل بھی اس کے بہت سارے نافرمان بندوں کو ہلاک کیا جاچکا ہے۔ پھر ان نافرمانوں کی ہلاکت کے فوری بعد ہم سے بطور دلیل اور بغرض عبرت سوال کیا جارہا ہے کہ کیا ہم نے اپنے اوپر تیز رفتاری سے محو گردش دیگر زمینوں کو اس حال میں نہیں دیکھا کہ ان میں بہت سی اپنے بازو پھیلائے ہوئے زندہ بھی ہیں، اور بہت سے ایسے بھی ہیں جو عذابوں کے ذریعے انہیں سمیٹتے ہوئے مسلسل موت سے دوچار بھی ہورہی ہیں؟ یعنی ہم سے کہا جارہا ہے کہ ہم اپنے اوپر کائنات کی بہت سی نسلوں سے سبق حاصل کریں جنھیں ان کی زمینوں سمیت ہلاک کردیا گیا ہے، اور اس کے نتیجے میں وہ زمینیں آج تک مردہ اور بنجر ہی پڑی ہوئی ہیں۔

چنانچہ یہاں یہ قرآنی تعبیرات ﴿صَٰفَّٰتٍ﴾ اور ﴿يَقْبِضْنَ﴾ جنہیں ان زمینوں کی زندہ اور مردہ حالتوں کی تصویر کشی کے لئے بطور صفات لایا گیا ہے ایک اور بصیرت کی بھی حامل ہیں۔ لفظی ترکیب کے اعتبار سے ﴿صَٰفَّٰتٍ﴾ اسم فاعل ہے، جب کہ ﴿يَقْبِضْنَ﴾ فعل مضارع۔ عقل و منطق کی رو سے یہ دوسری صفت بھی اسم فاعل یعنی "قَابِضَاتٌ" ہی ہوتی، کیوں کہ اول الذکر کا وصف نسبتاً زیادہ مستحکم اور پائیدار ہوتا ہے، جب کہ آخر الذکر کا وصف وقتی اور غیر پائیدار۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن حکیم نے اس مروجہ اسلوب بیان کا لحاظ نہ کرتے ہوئے اس موقع سے دو مختلف النوع صفات کا قصداً استعمال ایک دہرے مقصد کے حصول ہی کی خاطر کیا ہے۔ ایک یہ کہ "قَابِضَاتٌ" کے استعمال سے سابقہ ادوار میں اسلام پر بے عقلی کا الزام عائد نہ ہوسکے، اور ذہنوں میں یہ سوال ابھرنے ہی سے رہ جائے کہ پرندے پوری طرح سے اپنے بازو سمیٹے ہوئے فضا میں کہاں اڑ رہے ہیں؟ جب کہ ﴿يَقْبِضْنَ﴾ کی تعبیر نے وقتی طور پر اور ایک حد تک اس اعتراض کو ابھرنے پر روک لگانے کی خدمت انجام دی۔

اور اس سلسلے کا دوسرا اور نہایت بصیرت انگیز خدائی مقصد یہ ہے کہ جب ان الفاظ کے حقیقی معانی کا ظہور ہوجائے تو اسلوب بیان کی تبدیلی کے ذریعے اس مظہر الٰہی میں تاکید پیدا کرتے ہوئے نوع انسانی کو اعجازی طور پر اس حقیقت سے مطلع فرماکر اس کے اندر رجوع وانابت کا جذبہ بیدار کیا جاسکے کہ اس نے آسمانوں میں انسانی مخلوقات سے

لدی ایسی زمینوں کی تخلیق ہی پر اکتفا نہیں کیا ہے، جن میں سے کچھ اپنا دامن پھیلائے ہوئے زندہ ہیں تو کچھ اور ماضی ہی میں تباہ و مردہ ہو کر اسے سمیٹ بھی چکی ہیں، بلکہ کائناتی سطح پر مستقل و مسلسل تخریب و فنا کا یہ عبرتناک سلسلہ پوری قوت و طاقت اور شان و شوکت کے ساتھ ہنوز جاری و ساری بھی ہے، اور آئے دن اس کا وقوع آسمانوں میں کہیں نہ کہیں ہو بھی رہا ہے!

پھر ﴿مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا الرَّحْمٰنُ﴾ کے ذریعے اس مفہوم کو اور زیادہ تقویت پہنچائی جارہی ہے کہ ان زمینوں کو تباہ و برباد کردینے اور ان کی زندگی سلب کر لینے کے باوجود وہ باری تعالیٰ کی ذات رحمانی ہی ہے جو انہیں پوری مضبوطی سے تھامے ہوئے ہے، تاکہ وہ اس کے نتیجے میں اپنا فطری توازن کھوتے ہوئے دیگر سیاروں سے ٹکرا کر پاش پاش نہ ہو جائیں۔ اور اس کے فوراً بعد ﴿أَمَّنْ هٰذَا الَّذِي هُوَ جُندٌ لَّكُمْ﴾ کے ذریعے ہمیں متنبہ کیا جارہا ہے کہ اگر اس طرح کا عذاب ہم پر بھی لایا جائے تو ہمیں اس سے کون بچا سکتا ہے؟ پھر پچیسویں آیت میں ﴿وَيَقُولُونَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صٰدِقِينَ﴾ کے ذریعے کفار کی جانب سے اس وعدۂ عذاب کی تکمیل کے مطالبے کے جواب میں تیسویں آیت میں ﴿قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَن يَأْتِيكُم بِمَآءٍ مَّعِينٍ﴾ کے ذریعے خود ہماری زمین کا پانی ختم کر کے اسے بھی موت کے گھاٹ اتار دیئے جانے اور اس کے بازؤں کو بھی سمیٹ دیئے جانے کی وعید پیش کی جارہی ہے۔ فی الواقع اگر دیکھا جائے تو سورۂ ملک اسم بامسمیٰ اور اول تا آخر ایک ہی فلسفے کے تحت حد درجہ منظم و منضبط ہے، جس میں تخلیق کائنات کی غرض و غایت اور خدائی ملکوتیت و بادشاہی کو ایمان افروز اور نہایت رقت انگیز اسلوب میں بیان کیا گیا ہے۔ انشاء اللہ العزیز اس سورت کی بقیہ ابتدائی آیات پر مزید روشنی ہم اپنے اگلے مضمون میں کریں گے، جس سے ہماری مراد پوری طرح واضح ہو جائے گی۔

لہٰذا اسکا مطلب یہ ہوا کہ ہمارے گرد و نواح میں اور بھی بہت ساری زمینیں ہیں، جن میں وقتاً فوقتاً مکلف مخلوقات کو خلعت وجود سے نوازا جاتا رہتا ہے۔ ان میں سے بہت سی زمینیں آج بھی آباد ہیں، اور بہت سی عذابوں کے ذریعے ختم ہو کر ویران پڑی بھی ہوئی ہیں، اور مسلسل ہوتی بھی جارہی ہیں۔ اور ﴿أَوَلَمْ يَرَوْا﴾ (کیا انہوں نے نہیں دیکھا) سے مترشح ہو رہا ہے کہ ان میں سے بہت سی زندہ یا مردہ زمینیں ہماری رؤیت بصری یا علمی میں آبھی سکتی ہیں۔ اس طرح یہ آخری دو بیانات اس باب کے سابقہ سارے ہی ارشادات کی تلخیص کرنے والے اور ان سب کو ایک ہی لڑی میں پرونے والے ہو جاتے ہیں۔ حسب ذیل آیت کریمہ بھی ہمارے اخذ کردہ اس مفہوم کو مزید موکد کرنے والی ہے:

۱۶- ﴿أَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِي جَوِّ السَّمَآءِ، مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا اللّٰهُ، إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ﴾ (نحل:۷۹)

ترجمہ: کیا انہوں نے خلائے آسمانی میں اڑنے والوں کو نہیں دیکھا کہ وہ بھی تابع کر دیئے گئے ہیں؟ اللہ ہی انہیں

تھامے ہوئے ہے۔ بیشک اس (مظہر ربوبیت) میں ایمان لے آنے والوں کے لئے بڑی نشانیاں موجود ہیں۔

قدیم اہل لغت کے مطابق ﴿جَوٌّ﴾ سے مراد ''زمین اور آسمان کا درمیانی پورا حصہ'' ہے:

الجو: ما بين السماء والأرض (الصحاح، لسان العرب)

نیز انہی ماہرین زبان سے اس کا ایک اور معنیٰ ''ہوا'' کا ہونا بھی منقول ہوا ہے:

الجو: الهواء (المفردات، القاموس المحيط، لسان العرب، تاج العروس)

یہ دوسرے معنے اس لئے بھی مراد لئے گئے تھے کیوں کہ اس زمانے کی معلومات کے مطابق ہوا زمین اور آسمان کے درمیانی پورے حصے پر محیط تھی:

الهواء: الجو ما بين السماء والأرض (لسان العرب، تاج العروس)

لہذا جب ﴿جَوٌّ﴾ کا وجود زمین اور آسمان کے درمیانی پورے حصے میں تھا، اور موجودہ آیت میں خدائی مراد مفرد طور پر صرف اسی ایک لفظ کے ذریعے پوری ہو رہی تھی تو اِس وقت ذہنوں میں سوال ابھرتا ہے کہ یہاں اس کی اضافت آسمان کی جانب کرتے ہوئے ﴿جَوُّ السَّمَآءِ﴾ کیوں کہا گیا؟ کیوں کہ اس سے تاکید بھی مراد نہیں ہوسکتی ہے، اگر بات ایسی ہی ہوتی تو ''جَوُّ الْأَرْضِ'' کی اصطلاح زیادہ مناسب ہوتی۔ مگر عصر حاضر میں یہ ''خدائی معمہ'' نہایت صفائی کے ساتھ حل ہوگیا ہے۔ چنانچہ قدیم دور میں خلا کا کوئی تصور نہیں تھا۔ جب کہ جدید تجرباتی و مشاہداتی سائنس کی رو سے ہمارا کرۂ ہوا سطح زمین سے تقریباً ڈیڑھ ہزار کلومیٹر ہی کی بلندی تک محدود ہے، جس کے بعد خلا کا بیکراں سمندر شروع ہو کر کھربوں نوری سال کی مسافت تک جاری رہتا ہے۔ اس طرح کرۂ ہوا کا تعلق زمین سے ہوتا ہے تو خلا کا آسمان سے، ایک فضائے ارضی (atmosphere) ہے تو دوسرا خلائے آسمانی (space)۔ اس سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ باری تعالیٰ نے اسی خلائے آسمانی پر دلالت کرنے کیلئے ﴿جَوُّ السَّمَآءِ﴾ کی تعبیر قصداً لے آئی ہے۔ اس طرح یہ آیت کریمہ فضائے ارضی اور خلائے آسمانی دونوں کے بھی علاحدہ اور آزادانہ وجود کو منصوص طور پر اور نہایت بلیغ تعبیر کے ذریعے ثابت کرنے والی بھی ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اب غور کیا جاسکتا ہے کہ خلائے آسمانی میں اڑنے والے یہ ﴿طَيْرٌ﴾ سابقہ دونوں ارشادات ہی کی طرح زمینوں کے علاوہ اور کیا ہو سکتے ہیں؟ اس طرح ایک اور مرتبہ ثابت ہوتا ہے کہ یہاں بھی ﴿طَيْرٌ﴾ کا استعمال زمینوں کے معنے میں بطور کنایہ ہی کیا گیا ہے۔

نیز بغیر کسی اضافت کے ﴿مُسَخَّرٰتٍ﴾ خبر دے رہا ہے کہ جس طرح ہماری زمین اس وقت خود ہمارے تابع کی گئی ہے ٹھیک اسی طرح وہ زمینیں بھی وہاں آباد دیگر مخلوقات کی خدمت گار بنائی گئی ہیں۔ اسی لئے اس کے بعد ﴿إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾ کے ذریعے ہمیں یہ سبق دیا جارہا ہے کہ یقیناً اس امر میں ایمان لے آنے والوں کے لئے بڑی نشانیاں موجود ہیں۔ نیز یہاں تعبیر کی یہ مماثلت بھی ملحوظ رہے کہ ﴿طَيْرٌ﴾ کے لئے جس طرح

پچھلے ارشاد میں ﴿مَا یُمۡسِکُھُنَّ اِلَّا الرَّحۡمٰنُ﴾ (رحمٰن ہی انہیں تھامے ہوئے ہے) کہا گیا تھا، ٹھیک اسی طرح یہاں انہیں ﴿مَا یُمۡسِکُھُنَّ اِلَّا اللّٰہُ﴾ (اللہ ہی انہیں تھامے ہوئے ہے) کہا جارہا ہے، کیوں کہ لفظی مشابہت معنوی وحدت کی جانب اشارہ کرتی ہے۔ چنانچہ دوبارہ غور کیا جاسکتا ہے کہ صرف ایک اضافت سے قرآن حکیم کس قدر عظیم علمی وتکوینی حقائق کی جانب نہایت بلیغ اشارات کردیتا ہے، جو مناسب وقت ہی پر دو دو چار کی طرح واضح ہوجاتے ہوں۔

نیز ﴿طَیۡرٌ﴾ کے اس مفہوم کی مزید تائید کے لئے حسب ذیل آیات بھی ملاحظہ ہوں:

۱۷- ﴿اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یُسَبِّحُ لَہٗ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَالطَّیۡرُ صٰٓفّٰتٍ، کُلٌّ قَدۡ عَلِمَ صَلَاتَہٗ وَتَسۡبِیۡحَہٗ، وَاللّٰہُ عَلِیۡمٌۢ بِمَا یَفۡعَلُوۡنَ. وَلِلّٰہِ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ، وَاِلَی اللّٰہِ الۡمَصِیۡرُ﴾ (نور:۴۱-۴۲)

ترجمہ: کیا تم نے مشاہدہ نہیں کیا کہ آسمانوں اور زمینوں میں جو کوئی ہے وہ بھی اور خود اپنے بازو پھیلائے ہوئے اڑنے والے بھی اللہ ہی کی تسبیح کرتے ہیں؟ چنانچہ ہر ایک اپنی نماز اور اپنی تسبیح جانتا ہے، اور وہ جو کچھ بھی کررہے ہیں اللہ اسے خوب اچھی طرح سے جانتا ہے۔ اور آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہت اللہ ہی کے لئے ہے، اور اسی کے طرف لوٹ کر جانا بھی ہے۔

ان آیات میں ساتوں آسمانوں اور ان میں موجود ساری ہی زمینوں پر مشتمل کل کائنات پر باری تعالیٰ کی ملکوتیت اور اس کے جاہ وجلال کا رقت آمیز بیان ہورہا ہے۔ لہٰذا اس عمومی وآفاقی بیان کے بیچوں بیچ اپنے بازو پھیلا کر واقع ہونے والے ﴿الطَّیۡرُ﴾ پرندوں جیسی حقیر اور موقع ومحل کے لحاظ سے نہایت غیر مناسب مخلوق نہیں بلکہ سابقہ ارشادات ہی کی طرح زندگی سے متصف اس کائنات کی عملی اکائیاں قرار پانے والی زمینیں ہی ہوسکتی ہیں۔ چنانچہ یہاں ﴿یُسَبِّحُ لَہٗ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ﴾ کے بعد ﴿وَالطَّیۡرُ صٰٓفّٰتٍ﴾ کا دوبارہ اعادہ فرما کر انسان کو یہ تلقین کی جارہی ہے کہ نہ صرف آسمانوں اور زمینوں کی کل مخلوقات اپنے خالق ومعبود کی تسبیح کررہے ہیں بلکہ وہ ساری زمینیں جن میں یہ بود وباش اختیار کئے ہوئے ہیں خود وہ بھی اپنے بازو پھیلائے ہوئے تسبیح وتہلیل میں مصروف اور اپنی اپنی زندگی پر شکر بجالارہی ہیں۔ چنانچہ ﴿وَالطَّیۡرُ صٰٓفّٰتٍ﴾ کے اسی مفہوم کو موکد کرنے ہی کے لئے ایک اور مرتبہ اگلی آیت میں ﴿وَلِلّٰہِ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ﴾ (آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہت اللہ ہی کے لئے ہے) کے ذریعے یہ بتایا جارہا ہے کہ ان زمینوں کی یہ تسبیح وتہلیل اور شکر گزاری ان کی باری تعالیٰ کی بادشاہت وملکیت میں ہونے ہی کی وجہ سے ہے۔ نیز یہاں ایک اور مرتبہ تعبیر کا یہ حکیمانہ اختلاف بھی ملحوظ رہے کہ زمینوں پر دلالت کرنے کے لئے ایک ساتھ دو الفاظ ﴿الۡاَرۡضُ﴾ کو حقیقی طور پر اور ﴿الطَّیۡرُ صٰٓفّٰتٍ﴾ کو مجازاً اور بطور کنایہ لایا گیا ہے۔ چنانچہ اس سے اور اب تک کے سارے مجازی استعمالات کے ملاحظہ سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ یہ تدبیر الٰہی ایک جانب متقدمین کو خواہ مخواہ کے کسی اشکال واضطراب سے بچانے اور دوسری جانب متاخرین پر کلام اللہ کے عظیم علمی وعقلی اعجاز کو ظاہر کرنے کے دہرے

مقصد کے حصول ہی کی خاطر قصداً اپنائی گئی ہے۔

چنانچہ اس باب میں اب تک کے مباحث سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ قرآن حکیم قیامت کے مجموعی اور آفاقی ظہور سے قبل اللہ کے سرکش اور نافرمان بندوں پر دو الگ الگ اقسام کے عذابوں کا تذکرہ کرتا ہے۔ عذاب کی ایک قسم وہ ہے جو جزوی اور علاقائی ہوتی ہے، جیسے وہ مختلف عذاب جو اس زمین کی موجودہ نسل انسانی کی بہت سی اقوام پر وقفے وقفے سے نازل ہوئے، مثلاً قوم نوحؑ، قوم لوطؑ، قوم ہودؑ وغیرہ اقوام کے عذابات۔ جب کہ دوسری قسم کا عذاب وہ ہے جو کسی بھی زمین کو عمومی طور پر اپنی آغوش میں لے لیتا ہے اور وہاں کی ساری ہی موجودات کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیتا ہے، جسے وہ زمین کی موت سے تعبیر کرتا ہے۔ چنانچہ یہی وہ دوسری قسم کے عذابات ہیں جو اس وقت ہمارا موضوع بحث ہیں۔ قرآن حکیم کائناتی سطح پر اس عمومی عذاب کا فلسفہ اس طرح بیان کرتا ہے، جس سے ہماری موجودہ مراد مزید تقویت حاصل کر جاتی ہے:

۱۸- ﴿إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ أَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْأَرْضِ مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ وَالْأَنْعَامُ، حَتّٰى إِذَآ أَخَذَتِ الْأَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ أَهْلُهَآ أَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ أَتٰهَآ أَمْرُنَا لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَأَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْأَمْسِ، كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾ (یونس:۲۴)

ترجمہ: دنیوی زندگی کی مثال ٹھیک اس پانی کی سی ہے جسے ہم نے آسمانوں سے برسایا، پھر اس کے ساتھ مل کر زمینوں کا سبزہ نکلا، جس سے انسان اور جانور کھاتے ہیں، یہاں تک کہ جب زمینیں اپنی رونق پر پہنچ چکیں اور آراستہ ہوگئیں اور ان کے باشندے سمجھ بیٹھے کہ وہ اس پر بالکل قابض ہو چکے ہیں تو (اچانک) ان پر ہمارا حکم رات کو یا دن کو آپہنچا، سو ہم نے انہیں ایسا صاف کر دیا گویا کہ وہ کل آباد ہی نہیں تھیں۔ اسی طرح ہم غور کرنے والوں کے لئے نشانیوں کو کھول کر بیان کرتے ہیں۔

الفاظ قرآنی سے بالکل عیاں ہے کہ اس آیت میں کلام عمومی نوعیت ہی کا ہے، جس سے مستنبط ہوتا ہے کہ یہاں بیان کردہ دنیوی زندگی سے مراد کسی بھی زمین کی زندگی ہو سکتی ہے۔ نیز یہاں چونکہ ﴿الْأَرْضُ﴾ کا استعمال ﴿السَّمَآءِ﴾ کے سیاق میں ہو رہا ہے اس لئے اس ترکیب سے ساری آسمانی زمینیں مراد ہیں۔ چنانچہ یہاں زمینوں کے ایک پورے حیاتیاتی دور کی تصویر کشی نہایت بلیغ اسلوب میں کی جا رہی ہے۔ ابتدا میں بقرہ والی آیت میں مردہ زمینوں کو بارش کے پانی سے زندہ کرنے کے بعد ان میں ہر طرح کے جاندار پھیلا دئے جانے کا بیان تھا۔ یہاں ٹھیک اسی حقیقت کو قدرے تفصیل سے بیان کیا جا رہا ہے کہ آسمانوں سے پانی برسانے کی وجہ سے زمینیں زندہ ہو کر ان سے سبزہ نکل آیا، جسے استعمال میں لے آنے کے لئے انسان اور جانور پیدا کئے گئے، پھر وقت کے ساتھ ساتھ زبردست مادی ترقی ہوئی۔ اس ترقی کے نشے میں انسان اتنا بدمست اور مادیت سے مخمور اور اپنی ہنرمندیوں پر اس قدر گھمنڈ میں

مبتلا ہو گیا کہ وہ روحانیت اور خدا شناسی کو یکسر فراموش کر بیٹھا۔ اس کے نتیجے میں عذاب الٰہی اچانک آ پہنچا اور اس کا وجود صفحہ ہستی ہی سے مٹا دیا گیا۔ اور صرف اسی کا وجود نہیں بلکہ سارے ہی مظاہر حیات ولوازمات زندگی کو بھی نیست و نابود کر دیا گیا، جس سے زمینیں ایک اور مرتبہ اس طرح مردہ ہو گئیں کہ گویا وہ اس سے قبل کبھی آباد ہی نہیں تھیں۔ اور ان کی بربادی کا بھی یہ عالم کہ اس کے بعد اگر کوئی ان کا مشاہدہ کرے تو وہ انہیں زمینوں میں شمار کرنے ہی میں تردد میں پڑ جائے: ﴿فَجَعَلْنَاهَا حَصِيدًا كَأَنْ لَمْ تَغْنَ بِالْأَمْسِ﴾ (سو ہم نے انہیں ایسا صاف کر دیا گویا کہ وہ کل آباد ہی نہیں تھیں)۔ لہٰذا یہاں بطور عبرت ایک اور مرتبہ غور کیا جا سکتا ہے کہ یہ مختصر ترین مگر نہایت بلیغ قرآنی تعبیر اب تک ہماری معلومات ومشاہدے میں قدرے تفصیل سے آئی مریخ وغیرہ زمینوں کی کس قدر حقیقت پر مبنی تصویر کشی کر رہی ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ آج بھی اس قدر دلائل وشواہد کے باوجود اہل سائنس خود اس اچنبھے میں پڑے ہوئے ہیں کہ آیا انہیں زمینوں میں شمار کیا جائے یا نہیں۔ لہٰذا قرآن مجید ایک اور جگہ زمینوں کی موت وحیات کے پانی سے اس قدر گہرے تعلق کو اس طرح اجاگر کرتا ہے:

۱۹- ﴿وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهُ، وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ. وَأَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ لَوَاقِحَ فَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَأَسْقَيْنَٰكُمُوهُ، وَمَآ أَنْتُمْ لَهُ بِخَٰزِنِينَ. وَإِنَّا لَنَحْنُ نُحْيِ وَنُمِيتُ وَنَحْنُ الْوَٰرِثُونَ. وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِينَ. وَإِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ، إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ﴾

(الحجر: ۲۱-۲۵)

ترجمہ: ہمارے پاس ہر چیز کے خزانے ہیں، مگر ہم اسے ایک معلوم مقدار ہی میں اتارتے ہیں۔ اور ہم نے پانی سے لدی ہوئی ہوائیں بھیجیں، پھر ہم نے آسمان سے پانی برسایا، پھر اسے تمہیں پلایا، مگر تم اسے جمع کر رکھنے پر قادر نہیں ہو (بلکہ ہم جب چاہیں اسے دھنسا بھی سکتے ہیں)۔ یقیناً ہم ہی (پانی کی بالترتیب فراہمی اور معدومی کے ذریعے زمینوں کو) زندہ اور مردہ کرتے ہیں، اور ہم ہی (ان کی موت کے بعد ان کے) وارث بھی بن جاتے ہیں۔ اور ہم تم میں سے (ان زمینوں میں بسائے گئے) اگلوں کو بھی جانتے ہیں اور (ان میں بسائے جانے والے) پچھلوں کو بھی۔ بے شک آپ کا رب ہی ان سبھوں کو جمع کرے گا، یقیناً وہ بڑی حکمت والا بڑا جاننے والا ہے۔

غور کیا جا سکتا ہے کہ یہاں زمینوں کی لفظی صراحت کے بغیر کتنی معنی خیزی کے ساتھ ساری بات ٹھیک انہیں کے تناظر میں کی جا رہی ہے۔ مگر جب ان آیات کے سیاق پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ مسلسل پچھلی پانچ آیات سے، جس کی ابتدا ﴿وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوجًا وَّزَيَّنَّٰهَا لِلنَّٰظِرِينَ﴾ (یقیناً ہم نے آسمان میں برج بنا دئے ہیں اور ناظرین کے لئے اسے آراستہ بھی کر دیا ہے) کے ذریعے کی گئی ہے، کلام آسمان میں مختلف کہکشاؤں کی تخلیق اور وہاں زمینوں کو پھیلا کر ان میں مخلوقات کے لئے اسباب معیشت کی فراہمی ہی پر ہو رہا ہے۔ پھر موجودہ آیات میں ان

اسباب میں سے سب سے اہم اور بنیادی عنصر ''پانی'' کا بیان قدرے تفصیل سے کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ مردہ زمینوں کو پانی کے ذریعے زندہ کیئے جانے اور انہیں ان کی مخلوقات سمیت ایک اور مرتبہ موت کی نیند سلا کر مسطح اور چٹیل میدان بنا دیئے جانے: ﴿وَإِنَّا لَنَحْنُ نُحْيِ وَنُمِيتُ﴾ (یقیناً ہم ہی زندہ اور مردہ کرتے ہیں) کے بعد ایک بڑی طویل مدت تک یہاں کوئی بھی مخلوق آباد نہیں کی جاتی ہے، اور نہ ہی ان زمینوں کا کوئی وارث ہوتا ہے، جیسا کہ آج مریخ وغیرہ زمینوں کا حال ہے۔ لہذا اس دوران ان کی وارث دوبارہ اکیلی اللہ ہی کی ذات ہو جاتی ہے: ﴿وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ﴾ (ہم ہی ان کے وارث بھی بن جاتے ہیں)۔ پھر تخلیق و تخریب کے اس کائناتی پس منظر میں ﴿وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِيْنَ﴾ (ہم تم میں سے اگلوں کو بھی جانتے ہیں اور تمہیں میں سے پچھلوں کو بھی) کے ذریعے ان ساری زمینوں میں ان کے سابقہ اور آئندہ زندہ ادوار میں بسائی جانے والی مخلوقات کی خبر دی جا رہی ہے۔ اور آخر میں ﴿وَإِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ، إِنَّهُ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ﴾ (بے شک آپ کا رب ہی ان سبھوں کو جمع کرے گا، یقیناً وہ بڑی حکمت والا بڑا جاننے والا ہے) کے ذریعے اس مفہوم کو مزید تقویت پہنچائی جا رہی ہے کہ مخلوقات کے اس محیر العقول وسیع و عریض اور نہایت قدیم کائنات میں بسائے اور پھیلائے جانے میں باری تعالیٰ کی کوئی زبردست حکمت و مصلحت اور منصوبہ بندی کارفرما ہے، اور یہ کہ وہ اپنی بے مثال ہمہ دانی و ہمہ علمی کی بنیاد پر ایک دن ان سارے اولین و آخرین کو ہر خطہء کائنات سے چن چن کر ان کی باز پرسی کی خاطر جمع بھی کرے گا۔ چنانچہ اس وقت دوبارہ غور کیا جا سکتا ہے کہ سابق میں ﴿بُرُوْجٌ﴾ سے مراد کہکشاں لے کر ان میں صرف چاندوں کے وجود سے ان کے ساتھی و مراکز زمینوں کے بھی لازمی وجود پر کیا گیا ہمارا استدلال کس قدر درست اور مطابق واقعہ تھا۔

پھر ملاحظہ ہو کہ یہاں ان تمام زمینوں کی ساری ہی متقدم مخلوقات کا تعارف ہم سے ﴿الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ﴾ (تمہیں میں سے اگلے) کے ذریعے کیا جا رہا ہے کہ وہ سب کی سب ہم ہی میں سے یعنی ہم انسانوں ہی کی ہیں! اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اس کے بعد ﴿الْمُسْتَأْخِرِيْنَ﴾ لا کر اس پر ایک اور اضافہ یہ بھی کیا جا رہا ہے کہ ان میں آگے چل کر بسائی جانے والی متاخر مخلوقات بھی ٹھیک انہی کی قبیل سے ہوں گی۔ اس طرح او پر اعراف: ۱۰۰ کے تحت اس تعلق سے معزز قارئین سے کیئے گئے ہمارے وعدے کی تعمیل کی یہ پہلی مثال ہے۔ اس نوع کی مزید مثالیں ابھی آگے بھی پیش ہونے والی ہیں۔ انشاء اللہ العزیز اس موضوع کے مختلف مزید گوشوں پر بھی سیر حاصل بحث ہم اپنے اگلے مضمون میں کریں گے۔ مزید برآں قرآن مجید انہی ﴿الْمُسْتَقْدِمِيْنَ﴾ کو یس: ۳۱-۳۳ کے تحت ہماری زمین کے پس منظر میں ﴿كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنَ الْقُرُوْنِ﴾ (ہم نے ان سے قبل کتنی ہی نسلوں کو ہلاک کر دیا ہے) اور مریم: ۹۳-۹۸ کے تحت کائناتی تناظر میں ﴿كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ﴾ (ہم نے ان سے قبل کتنی ہی نسلوں کو ہلاک کر دیا ہے) کہتا ہے، جس سے وہاں پر وضع کیا گیا ہمارا یہ کلیہ مضبوط تر ہو جاتا ہے کہ ﴿قَرْنٌ﴾ سے مراد کسی بھی

زمین کے ایک زندہ دور کی پوری انسانی مخلوق ہوتی ہے۔اب حسب ذیل آیت پاک ملاحظہ ہو جو اس مفہوم کو مزید تقویت پہنچاتے ہوئے یہاں پائے جانے والے ابہام کی مزید توضیح بھی کرنے والی ہے:

۲۰- ﴿وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيشَتَهَا، فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْ بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيلًا، وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِينَ﴾ (قصص:۵۸)

ترجمہ: کتنی ہی ایسی بستیوں کو ہم نے ہلاک کردیا ہے جو اپنی خوش عیشی پر اترانے والی تھیں، سو وہ ان کے مسکن ہیں جن کے بعد وہ کم ہی آباد ہوئے، اور ان کے وارث ہم ہی بنے۔

یہ آیت اپنے متصل مابعد والی آیت سے مل کر کائناتی تناظر میں ایک اہم آفاقی حقیقت کا انکشاف کرنے والی ہے۔لہٰذا ہم اس آخری آیت پر کلام آگے کریں گے۔اس وقت موضوع بحث یہاں مذکور صرف پہلی آیت ہی ہے۔چنانچہ سابقہ آیات میں ﴿وَإِنَّا لَنَحْنُ نُحْيِ وَنُمِيتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُونَ﴾ کے ذریعے زمینوں کے صریح ذکر کے بغیر ہی ان کی موت وحیات کا جو معنی خیز سبق دیا گیا تھا یہاں ٹھیک یہی درس انہیں بطور کنایہ ﴿قَــــرْيَةٍ﴾ اور ﴿مَسٰكِنُ﴾ کہہ کر دیا جارہا ہے۔اسی لئے اس مفہوم پر دلالت کرنے کے لئے دونوں جگہ یکسانیت کے ساتھ ﴿وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِينَ﴾ کی تعبیر دہرائی جارہی ہے، کیوں کہ جیسا کہ ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں، تعبیر کی یہ مماثلت معنوی یگانگت کی جانب بلیغ اشارہ بھی کرتی ہے۔

پھر ﴿فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْ بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيلًا﴾ (سو وہ ان کے مسکن ہیں جن کے بعد وہ کم ہی آباد ہوئے) کے ذریعے یہ فائدہ پہنچاتے ہوئے کہ اِن کے اُن اجڑے دیاروں میں سے بعد میں بہت ہی کم کو آباد کیا گیا ہے ہمیں اس سے عبرت حاصل کرنے کی تلقین کی جارہی ہے۔ملحوظ رہے کہ اوپر ٹھیک اسی مفہوم کی تعبیر ﴿أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ﴾ (کیا انہوں نے اپنے اوپر اڑنے والوں کو اس حال میں نہیں دیکھا کہ ان میں بہت سے اپنے بازو پھیلائے ہوئے ہیں اور بہت سے انہیں سمیٹ بھی رہے ہیں) کے ذریعے ہمیں ان سے متنبہ حاصل کرنے پر ابھارا گیا تھا۔اس طرح یہ دونوں فقرات باہم ایک دوسرے کی تفسیر وتوجیہ کرنے والے ہیں۔نیز اس وقت سابقہ ﴿وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى﴾ بھی مستحضر رہے، جس کے ذریعے ہمارے اطراف واکناف کی بستیوں کو ہلاک کردئے جانے کی خبر دی گئی تھی۔چنانچہ آخر الذکر ان دونوں فقرات کے ذریعے موجودہ ارشاد اور زیادہ مضبوط ومستحکم ہوجاتا ہے۔

پچھلے ارشاد ربانی میں ﴿الْمُسْتَأْخِرِينَ﴾ کے ذریعے عمومی طور پر ساری کائناتی زمینوں میں آگے بھی مزید انسانی نسلوں کو بسائے جانے کا جو نہایت دوررس اور انقلاب انگیز پیغام دیا جارہا ہے اس میں خود ہماری زمین بھی بنفس نفیس شامل ہے۔اور وہ ہو بھی کیوں نہیں سکتی ہے، جب کہ اس طرح کے متعدد ادوار کو وہ پہلے بھی اپنے اوپر بتا چکی ہے، اور خود

سابقہ قرآنی تصریحات ہی کے مطابق ہمارے بعد بھی وہ مکمل طور پر انتشار و پراگندگی کا شکار اور نیست و نابود ہونے والی نہیں ہے۔ لہٰذا اب اس مفہوم کی مزید تائید و تقویت کے لئے حسب ذیل تین الٰہی بیانات بھی ملاحظہ ہوں:

۲۱- ﴿اعْلَمُوٓا أَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا، قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾ (حدید:۱۷)

ترجمہ: جان لو کہ اللہ زمینوں کو ان کی موت کے بعد بھی زندہ کرے گا۔ تمہاری سمجھ بوجھ ہی کی خاطر ہم نے نشانیوں کو کھول کھول کر بیان کر دیا ہے۔

زمینوں کی موت و حیات پر جاری ہماری موجودہ بحث سے بخوبی ظاہر ہے کہ یہاں بھی ﴿الْأَرْضَ﴾ کا استعمال بطور اسم جنس ہی ہوا ہے، جس سے اس تعلق سے اخذ کردہ ہمارا سابقہ عمومی کلیہ اور زیادہ مدلل و مستحکم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یہاں نہایت دوٹوک الفاظ میں اور ﴿اعْلَمُوٓا﴾ کے ذریعے بطور تاکید یہ اعلان کیا جارہا ہے کہ بالعموم ساری ہی زمینوں کو ان کی اپنی اپنی اموات کے بعد بھی یقینی طور پر زندگی سے بہرہ ور کیا جائے گا۔ اب انہیں زندہ کئے جانے سے کنایہ حسب سابق ان میں اگلی انسانی مخلوقات کو بسایا جانا ہی ہے۔ اس طرح یہ ارشاد ساری زمینوں میں آگے بھی بسائے جانے والے ﴿الْمُسْتَأْخِرِيْنَ﴾ کی حقیقت کو مزید موکد کرنے والا ہو جاتا ہے۔

۲۲- ﴿أَلَمْ نُهْلِكِ الْأَوَّلِيْنَ. ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ﴾ (مرسلات:۱۶-۱۷)

ترجمہ: کیا ہم نے پہلوں کو ہلاک نہیں کیا ہے؟ پھر (یعنی ایک مدت بعد) ہم دوسروں کو بھی ان کے تابع کر دیں گے۔

جیسا کہ اوپر تصریح کی جاچکی ہے، موجودہ سورۂ مرسلات کی ساتویں آیت میں ﴿إِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ﴾ کے ذریعے قیامت اور روز جزا کے یقینی وقوع کی خبر دیتے ہوئے آگے بطور دلیل نوع انسانی سے جو تین سوالات کئے گئے تھے ان میں سے موجودہ بیان کا تعلق پہلے سوال سے ہے۔ لہٰذا یہاں بھی انسان کو کسی اہم مظہر ربوبیت ہی کی جانب توجہ دلائی جانی مقصود ہے۔ چنانچہ وہاں مذکور اس سلسلے کے تیسرے سوال کی نوعیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ خود اُسے بھی موجودہ پہلے سوال کی شہادت ہی کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ یعنی وقوع قیامت اور قیام آخرت پر دلیل قائم کرتے ہوئے نہ صرف اولین بلکہ مستقبل میں ایک مدت بعد آنے والے آخرین کو بھی ہلاک کرنے کی جو یقینی خبر یہاں دی جارہی ہے خود اس کی شہادت تیسرے سوال کے ذریعے پیش کی جارہی ہے کہ کیا زمینوں کو بکثرت زندگیوں اور اموات والی نہیں بنایا گیا ہے؟ چنانچہ اس سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ ان اولین اور آخرین کا تعلق زمینوں کی سابقہ اور لاحقہ زندگیوں ہی سے ہے۔ اس طرح یہاں مذکور ﴿الْأَوَّلِيْنَ﴾ اور ﴿الْاٰخِرِيْنَ﴾ سابقہ ﴿الْمُسْتَقْدِمِيْنَ﴾ اور ﴿الْمُسْتَأْخِرِيْنَ﴾ پر پوری طرح منطبق ہونے والے ہیں۔ نیز اس وقت یہ حقیقت بھی ملحوظ رہے کہ جس طرح ﴿الْمُسْتَقْدِمِيْنَ﴾ اور ﴿الْمُسْتَأْخِرِيْنَ﴾ میں ہماری موجودہ نسل انسانی مذکور نہیں تھی اسی طرح ﴿الْأَوَّلِيْنَ﴾ اور ﴿الْاٰخِرِيْنَ﴾ میں بھی نہیں ہے، کیوں کہ یہاں مقصود صرف یہ خبر دینا ہے کہ کائنات کی ساری متقدم و متاخر مخلوقات خود انسانوں ہی کی ہیں۔

۲۳- ﴿نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَاۤ اَسْرَهُمْ، وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَاۤ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا﴾ (دہر:۲۸)

ترجمہ: ہم ہی نے انہیں پیدا کیا ہے اور ان کے جوڑ بند مضبوط کئے ہیں، اور یقیناً ہم جب چاہیں ان کے بدلے ان جیسوں کو کثرت سے بدل بدل کر لے آئیں گے۔

یہاں خطاب کے طرز سے ظاہر کہ وہ موجودہ نسل انسانی سے عمومی نوعیت ہی کا ہے۔ نیز ﴿بَدَّلْنَا﴾ باب "تفعیل" سے ہے، جس کا ایک وصف تکثیر و مبالغہ بھی ہے۔ اور اس فعل کے بعد اس کا مصدر ﴿تَبْدِيْلًا﴾ بھی دہرایا گیا ہے، جس سے تکثیر کے معنے اور زیادہ موکد ہو جاتے ہیں۔ جب کہ ﴿إِذَا﴾ حرف شرط ہے، جس کا استعمال کسی یقینی اور معلوم الوقوع امر کے لئے ہوتا ہے۔ چنانچہ ﴿وَإِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَاۤ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا﴾ کا نہایت واضح مطلب یہ ہوا کہ باری تعالیٰ جب چاہے یقینی طور پر یہاں موجودہ نسل انسانی کے بعد بھی ان جیسوں یعنی مختلف انسانی نسلوں کو بکثرت بدل بدل کر لے آئے گا۔ یعنی ہمارے بعد یہاں صرف ایک اور نسل ہی کو نہیں بلکہ اس سلسلۂ خلق وفنا کو متعدد مزید مرتبہ بھی دہرا کر اس میں ہر مرتبہ ایک علاحدہ نسل انسانی کو بسایا جائے گا۔ اس طرح سابقہ حجر:۲۱-۲۵ میں مذکور ﴿مِنْكُمْ﴾ کی تشریح یہاں بصیغہ غائب ﴿أَمْثَالَهُمْ﴾ کے ذریعے کی جارہی ہے۔ چنانچہ اگر اس زمین کی ابھی اس قدر زندگیاں اور ان میں بسائی جانے والی اتنی ساری انسانی نسلیں باقی ہیں تو اس پر دیگر ساری زمینوں کو بھی قیاس کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح سابقہ ﴿الْمُسْتَأْخِرِيْنَ﴾ (بعد میں آنے والی مخلوقات) اور ﴿ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ﴾ (پھر ایک مدت بعد ہم دوسروں کو بھی ان کے تابع کر دیں گے) اور موجودہ ﴿إِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَاۤ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا﴾ (یقیناً ہم جب چاہیں ان کے بدلے ان جیسوں کو کثرت سے بدل بدل کر لے آئیں گے) صرف ہماری موجودہ زمین کے پس منظر میں باہم ایک دوسرے کی شرح و تفسیر کرنے والے ہیں۔____ پچھلے مسلسل پانچ ارشادات ربانی کے ذریعے ہمارے بعد بھی خود ہماری زمین کے اور دیگر ساری ہی آسمانی زمینوں کے متعدد مزید زندہ ادوار اور ان میں بکثرت انسانی نسلوں کی باز آبادکاری کی یہ قرآنی تصریحات ہمارے لئے ایک اور گہری بصیرت کی بھی حامل ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مستقبل قریب میں یہ کائنات کسی بھی طرح عمومی و کلی طور پر ختم ہونے والی نہیں ہے۔ بلکہ اس عمومی قیامت کبریٰ سے قبل جزوی و علاقائی اور زمینی سطح پر تخلیق و تخریب اور قیامات صغریٰ کا ابھی بہت سارا سلسلہ باقی بھی ہے۔ حسب ذیل آیات کریمہ کائناتی سطح پر ٹھیک انہی جزوی قیامتوں کا بیان ایک دیگر پیرایے میں اس طرح کر رہی ہیں:

۲۴- ﴿... وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ، اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ. وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ، فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ﴾ (رعد:۳۱-۳۲)

ترجمہ: اللہ کے وعدے کی تکمیل تک کفار کو خود ان کے اعمال کے عوض ایک کھڑکھڑانے والی آواز مسلسل لاحق ہوتی جائے

گی یا ان کی بستی کے قرب وجوار ہی میں نازل ہوتی رہے گی۔ بے شک اللہ اپنے وعدے کو نہیں ٹالتا ہے۔ آپ سے پہلے بھی رسولوں کا مزاق اڑایا جاچکا ہے۔ چنانچہ میں نے کفار کو کچھ مہلت دے کر پھر پکڑا، سو میرا بدلہ کیسا تھا؟

یہاں ﴿قَارِعَةٌ﴾ سے کیا مراد ہے اس کی تفسیر خود سورۂ قارعہ میں اس طرح کی گئی ہے:

﴿اَلْقَارِعَةُ. مَا الْقَارِعَةُ. وَمَآ اَدْرٰکَ مَا الْقَارِعَةُ. یَوْمَ یَکُوْنُ النَّاسُ کَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ. وَتَکُوْنُ الْجِبَالُ کَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ﴾ (قارعہ:۱-۵)

ترجمہ: کھڑکھڑانے والی آواز، کیا ہے وہ کھڑکھڑانے والی آواز؟ کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ کھڑکھڑانے والی آواز کیا ہے؟ جس دن لوگ منتشر پروانوں کی طرح ہو جائیں گے۔ اور پہاڑ دھنی ہوئی اون کے مانند ہو جائیں گے۔

نیز ایک اور موقع سے اس کی تعبیر اس طرح آئی ہے: ﴿اَلْحَآقَّةُ. مَا الْحَآقَّةُ. وَمَآ اَدْرٰکَ مَا الْحَآقَّةُ. کَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ﴾ (حاقہ:۱-۴) ترجمہ: واقع ہو کر رہنے والی چیز، کیا ہے وہ واقع ہو کر رہنے والی چیز؟ کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ واقع ہو کر رہنے والی چیز کیا ہے؟ ثمود اور عاد نے اس کھڑکھڑانے والی آواز کو جھٹلایا۔

قرآن مجید میں صرف یہی تین مقامات ہیں جہاں اس لفظ کا استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ اس آخر الذکر مقام پر ظاہر ہے کہ ﴿اَلْقَارِعَةُ﴾ کو ﴿اَلْحَآقَّةُ﴾ کے بدل کے طور ہی پر لایا گیا ہے۔ اس طرح یہ دونوں الفاظ ایک دوسرے کے ہم معنی ٹھہرتے ہیں۔ چنانچہ قرآنی اصطلاح میں ﴿قَارِعَةٌ﴾ سے مراد کھڑکھڑاتے ہوئے واقع ہو کر رہنے والی ایک ایسی آواز ٹھہرتی ہے جس کے نتیجے میں لوگ منتشر پروانوں کی طرح اور پہاڑ دھنی ہوئی اون کے مانند ہو جائیں گے۔

اب جہاں تک متقدمین کا سوال ہے تو ظاہر ہے کہ انہوں نے ان آخر الذکر دو مقامات پر اس سے مراد قیامت لی ہے۔ مگر اول الذکر مقام پر یعنی زیر بحث آیات میں چونکہ یہ اشکال پیدا ہوتا تھا کہ آخر کفار کو قیامت مسلسل طور پر کہاں لاحق ہو رہی ہے لہذا اسے دفع کرنے ہی کی خاطر بطور تاویل اس کے معنے ''مصیبت'' ٹھہرائے گئے۔

مگر اب الفاظ قرآنی سے بالکل عیاں ہے کہ اس ﴿قَارِعَةٌ﴾ کے نزول کے نتیجے میں جس تباہی کا ذکر یہاں ہو رہا ہے اس کا تعلق ساری کائنات سے نہیں بلکہ صرف ایک ہی زمین سے ہوتا ہے۔ جب کہ خود قرآن مجید ہی کے مطابق قیامت کا وقوع سارے آسمانوں اور ساری زمینوں میں عمومی اور کلی طور پر ہوتا ہے، اور اس کے نتیجے میں اس کی ساری موجودات تباہ و برباد ہو کر رہ جاتی ہیں، جیسا کہ حسب ذیل ارشادات باری:

﴿یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰهَا، قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ، لَا یُجَلِّیْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ، ثَقُلَتْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ...﴾ (اعراف:۱۸۷)

ترجمہ: وہ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ قیامت کا وقوع کب ہوگا۔ آپ کہہ دیجئے کہ اس کا علم تو میرے رب ہی کے پاس ہے، وہی اسے اپنے وقت پر ظاہر کرے گا، وہ سارے آسمانوں اور زمینوں میں بھاری ہوگی۔

﴿وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ...﴾ (زمر:۶۸)

ترجمہ: صور پھونکا جائے گا تو جو کوئی سارے آسمانوں اور زمینوں میں ہیں سب کے سب بے ہوش ہو جائیں گے بجز ان کے جنہیں اللہ چاہے۔

لہٰذا اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ ﴿قَـــارِعَةٌ﴾ سے مراد ساری کائنات میں واقع ہونے والی عمومی قیامت نہیں بلکہ اب تک کے مباحث کے ذریعے متعدد طرق سے اور نہایت مدلل طور پر ثابت شدہ کسی بھی زمین کو مکمل طور پر ڈھانک کر بنجر کر دینے والی جزوی وعلاقائی قیامت ہی ہوتی ہے، جس کے نتیجے میں نہ صرف سابق ہی میں ہماری، ہمارے گرد ونواح کی اور ساری کائنات کی بے شمار زمینیں کئی مرتبہ تباہ ومردہ ہو چکی ہیں، بلکہ یہ سلسلۂ تخریب وفنا پوری قوت وطاقت کے ساتھ آج بھی جاری ہے۔ اس طرح اس قرآنی اصطلاح کی جدید توجیہ کے نتیجے میں اس کا ہر جگہ یکسانیت کے ساتھ ایک ہی مفہوم ٹھہرتا ہے، اور اس میں کہیں بھی کسی تاویل کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی ہے۔

چنانچہ موجودہ ارشاد میں بھی سارے آسمانوں کے تناظر میں ٹھیک اسی عذاب کی منظر کشی کی جارہی ہے کہ کفار جہاں کہیں بھی ہوں انہیں یہ عذاب لاحق ہو کر لگاتار ان کی بستیوں اور زمینوں کو موت کے گھاٹ اتارتا جارہا ہے یا ان کے قرب وجوار کی زمینوں ہی کو مسلسل اپنی لپیٹ میں لے رہا ہے۔ اسی لئے یہاں کفار کی جائے قرار پر دلالت کرنے کے لئے ﴿دَارٌ﴾ بصیغہ واحد لایا گیا ہے۔ لہٰذا جس طرح سابق میں زمینوں کو بطور کنایہ ﴿قَرْيَةٌ﴾ اور ﴿مَسْكِنٌ﴾ کہا گیا تھا ٹھیک اسی معنے میں یہاں ﴿دَارٌ﴾ کا استعمال بھی ہوا ہے۔

نیز اس مفہوم کو تقویت پہنچانے والی ایک مزید اور نہایت طاقتور دلیل خود اس سے متصل اگلی آیت بھی ہے، جو اپنی پچھلی آیت کی بحسن وخوبی شرح وتفسیر کرتے ہوئے ﴿قَـــارِعَةٌ﴾ کی حقیقی مراد پر بھرپور روشنی ڈالنے والی ہے۔ چنانچہ ﴿وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَأَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ، فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ﴾ (آپ سے پہلے بھی رسولوں کا مزاق اڑایا جا چکا ہے۔ چنانچہ میں نے ان کفار کو کچھ مہلت دے کر پھر پکڑا، سو میرا بدلہ کیسا تھا؟) پوری وضاحت کے ساتھ ناطق ہے کہ کفار کو مسلسل لاحق ہونے والی وہ کھڑکھڑانے والی آواز حقیقتاً یہی عذاب الٰہی ہوتا ہے، جو اس طبقے کو اس سے قبل بھی لاحق ہو چکا ہے۔ البتہ اس وقت یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ یہ عذاب جب کبھی کسی زمین پر نازل ہوتا ہے تو اس وقت اس میں لامحالہ طور پر بہت سارے مومنین بھی موجود رہیں گے تو اسے صرف کفار کے ساتھ مخصوص کرنے کا کیا فائدہ ہو سکتا ہے؟ لیکن جیسا کہ ہمارے اگلے مضامین سے ثابت ہوگا طبقۂ مومنین کو ہر جگہ اس عذاب سے بچا لیا جاتا ہے۔ (جاری ہے)

جنرل مرزا اسلم بیگ
سابق چیف آف آرمی سٹاف

ہماری ''پاک افغان پالیسی'' کیا ہونی چاہیے

پاک افغان خطہ انتشار کی کیفیت سے دوچار ہونے کی وجہ سے جنگ وجدل کا نہیں بلکہ فعال سفارتکاری کا متقاضی ہے تاکہ خطے میں قیام امن کو یقینی بنایا جاسکے۔ افغانستان میں رونما ہونے والی تبدیلیوں کا سلسلہ روس کی فوجی جارحیت سے شروع ہوا اور اس کے بعد پیش آنے والے حالات اور واقعات نے نہ صرف اس خطے بلکہ پوری دنیا کے امن وامان کو تہ وبالا کر کے رکھ دیا ہے۔ اب حالت یہ ہے کہ یہ علاقہ ایک ابلتے ہوئے لاوے کا منظر پیش کر رہا ہے اور یہ ''لاوہ کسی بھی وقت پھٹ پڑے گا'' اور نئے حقائق جنم لیں گے جن سے خطے میں بالخصوص اور پوری دنیا میں ایسے حالات پیدا ہوں گے جن سے اور تباہی آئے گی۔ ہمیں یہ بھی احساس ہے کہ امریکی صدر بارک اوبامہ کی وضع کردہ افپاک (پاک افغان) پالیسی ناکام ہو چکی ہے کیونکہ اس پالیسی میں ناکامی کی سوچ غالب تھی اور اوبامہ نے اس وقت حماس کے خلاف اسرائیلی بربریت اور کشمیریوں کے خلاف بھارتی جارحیت کو دیکھتے ہوئے بھی آنکھیں بند رکھیں اسلئے اب افغانستان میں دیدہ ودل کھلا رکھنے کی ضرورت ہے اور ''افغانستان سے نکلنے کی حکمت عملی طے کرلینا ضروری ہے'' مگر کیسے؟ یہی المیہ ہے!!

افغانستان میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے اعصاب شل ہو چکے ہیں اور وہ جلد از جلد وہاں سے نکلنا چاہتے ہیں۔ پاکستان ہی وہ واحد ملک ہے جو انہیں وہاں سے بحفاظت نکلنے کا راستہ دے سکتا ہے۔ اور صرف طالبان ہی وہ قوت ہیں جو فاتح ہونے کی حیثیت سے ان کے پرامن انخلاء کی ضمانت فراہم کر سکتے ہیں۔ بھارت، جسے امریکہ نے اس خطے میں چین کی ابھرتی ہوئی طاقت کو محدود کرنے اور اسلامی انتہا پسندی کے رجحان کو روکنے کے لئے ساتھ ملایا تھا وہ امریکیوں کیلئے سودمند ثابت نہیں ہوسکا ہے۔ لہٰذا اب بھارت کو اپنا اثر ورسوخ محدود کرنے کی تنبیہ کردی گئی ہے۔ لیکن بھارت افغانستان میں اپنا اثر ورسوخ قائم رکھنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرے گا۔

پچھلی صدی کی ۸۰ء کی دہائی کے مجاہدین، جنھوں نے روسیوں کو شکست دے کے افغانستان سے نکلنے پر مجبور کردیا تھا، آج کے 'طالبان' ہیں۔ جب امریکہ نے اپنا ہدف حاصل کرلیا تھا تو مجاہدین ان کیلئے غیر اہم ہو گئے اور انہیں حکومت سازی کے عمل میں فاتح ہونے کی حیثیت کے حق سے محروم کردیا گیا۔ انہیں انتہا پسند اور بنیاد پرست جیسے

القابات دے کران کی توہین کی گئی اور ایک دوسرے کے خلاف اکسا کر باہم دست وگریبان کر دیا گیا۔ ۹/۱۱ کی آڑ میں افغانستان پر قبضہ کر کے مجاہدین (طالبان) کے خلاف 'دہشت گردی کے خلاف جنگ کا آغاز کر دیا گیا جو اپنی آزادی کی جدوجہد کر رہے تھے' اور اب طالبان کی صورت میں جو افغانی نوجوان ہراول دستے کا کردار ادا کر رہے ہیں وہ گزشتہ تیس پچیس سالوں میں جاری جنگ کے سائے میں پیدا ہوئے اور پلے بڑھے ہیں اور ان کے زندگی کا واحد مقصد جنگ آزادی کو جیتنا ہے۔ یہ بات طے ہے کہ افغانی طالبان کبھی بھی افغانستان سے باہر کسی قسم کی کارروائیوں میں شریک نہیں ہوئے۔ ان کا القاعدہ کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ماسوائے القاعدہ ۵۰۰ بریگیڈ کے جو تقریباً تین ہزار جوانوں پر مشتمل ہے جو حال ہی میں ملا عمر کی ''شیڈو آرمی'' کا حصہ بنے ہیں۔ طالبان نے پاکستانی دستوں کے خلاف کبھی ایک گولی بھی فائر نہیں کی۔ حقیقت یہ ہے کہ جب پاکستانی دستوں اور بیت اللہ محسود کے مابین تصادم کی فضاء قائم ہوئی تو طالبان نے نو افراد پر مشتمل ایک مضبوط وفد بیت اللہ محسود کو سمجھانے کے لئے بھیجا کہ وہ تصادم کے بجائے پاکستانی حکام کے ساتھ گفت وشنید کی راہ اختیار کریں لیکن افسوس...... افغان طالبان ایک عظیم مقصد کے لئے برسرپیکار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امریکہ نے طالبان کی اہمیت کا اعتراف کرتے ہوئے ان سے رابطہ کر رکھا ہے۔ جنہوں نے امریکیوں سے ''پیشگی شرط'' کے طور پر افغانستان سے نکلنے کا وقت کا تعین کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ یہ مشکل فیصلہ ہے اس لئے امریکہ اور پاکستان دونوں کو افغانستان میں حکومت سازی کے سلسلے میں طالبان کی مدد کرنی چاہیے اور ۱۹۹۰ء کی طرح انہیں اقتدار سے دور رکھنا درست نہیں ہوگا کیونکہ وہ فاتح ہیں اور حکومت سازی کے عمل میں ان کا حق ہے جسے تسلیم کیا جانا لازم ہے۔ پاکستان کی جانب سے طالبان کی سفارتی' سیاسی اور عسکری امداد اہمیت کی حامل ہے اور اسکے ساتھ ساتھ امریکیوں کے پرامن انخلاء کے لئے امداد فراہم کرنا بھی اہم ہے۔

صدر اوبامہ کو امن کا نوبل انعام دے کر جہاں ان کے بوجھ میں مزید اضافہ کر دیا گیا ہے وہیں ان کے اخلاقی ونفسیاتی دباؤ میں بھی اضافہ کر دیا گیا ہے کہ وہ افغانستان میں قیام امن کے لئے عملی طور پر کچھ کر کے دکھائیں جو سب کیلئے خوش آئند ہو۔ اوبامہ کے اعلان کردہ اہداف میں پاکستان کی عسکری واقتصادی طور پر اعانت کرنا شامل ہے تاکہ پاکستان خطے میں امریکی مفادات کے تحفظ کو یقینی بنانے کے ساتھ ساتھ ان کے پرامن انخلاء کے سلسلے میں بھی اپنا موثر کردار ادا کر سکے۔ امریکیوں کے مفادات کا تحفظ کرتے ہوئے ہمیں یہ خیال رکھنا ہوگا کہ انہیں پاکستان میں محفوظ پناہ گاہیں ہرگز فراہم نہ کی جائیں۔ بلیک واٹر اور ڈن کور (Black Water and DynCorp) اور دیگر خفیہ ایجنسیاں پاکستان میں اپنے لئے محفوظ ٹھکانے حاصل کر چکی ہیں جو کہ ہماری قومی سلامتی کیلئے سخت خطرے کا باعث ہے۔ کیری لوگر بل کی حیثیت پر کیری اور برمن جیسی شخصیات کے وضاحتی بیانات کہ ''اس بل کا پاکستان کے اندرونی معاملات سے کوئی تعلق نہیں'' کوئی معنی نہیں رکھتا کیونکہ صدر اوبامہ کے دستخط کر دینے سے یہ بل قانونی حیثیت اختیار

کر چکا ہے اور امریکی قانون کو بدلنے کے لئے کسی شخصیت کے بیان کی نہیں بلکہ ایک قانون کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے بل کی متنازعہ شقیں ان وضاحتی بیانات کے باوجود پاکستانی مفادات سے متصادم ہیں۔

خطے میں بالعموم اور خصوصی طور پر افغانستان میں قیام امن کے حوالے سے پاکستان نہایت اہم کردار کا حامل ہے۔اور بروقت اقدامات کی ضرورت ہے۔اس سے قبل کہ کوئی دوسری صورت حال کو بگاڑنے کا سبب بن جائے گا۔ ان حالات کے پیش نظر پاکستان کو اس ذمہ داری سے بطریق احسن عہدہ برآ ہونے کے لئے مندرجہ ذیل نکات کو اپنی حکمت عملی یعنی 'افپاک سٹریٹجی' کا حصہ بنانا ہوگا۔

☆ طالبان کے ساتھ ماضی کی طرح برادرانہ تعلقات از سر نو استوار کرنے کیلئے سفارتی اور سیاسی اقدامات اٹھائے جائیں۔خصوصاً ماضی کی طرح ایجنسیوں کے عمل دخل کو ختم کر کے نئی سیاسی اور سفارتی روش اختیار کرنا ہوگی اور افغانستان میں بھارت کے منفی اثر و رسوخ سے نمٹنا ہوگا تا کہ حالیہ دو محاذوں پر لڑائی کی کیفیت کا خاتمہ ممکن ہوسکے۔

☆ اکثریت میں ہونے کے سبب طالبان افغانستان میں حکومت سازی کے عمل میں کسی قسم کی دھاندلی اور گڑبڑ کی ہرگز اجازت نہیں دیں گے۔خصوصاً افغانستان کے کچھ پڑوسی ممالک کو اس عمل سے دور رکھنا ہوگا کیونکہ ماضی میں ان ممالک نے وسیع البنیاد حکومت سازی کے عمل میں نہایت منفی کردار ادا کیا تھا۔

☆ پشتون طاقت ایک حقیقت بن کر ابھری ہے جس کی اقتصادی سرگرمیوں کا مرکز کراچی ہے' جہاں تیس لاکھ سے زائد پشتون آباد ہیں۔ان کی طاقت بلوچستان اور صوبہ سرحد سے لے کر کوہ ہندوکش تک پھیلی ہوئی ہے۔۱۹۸۰ء سے جاری جنگ آزادی نے انہیں پشتون قومیت' اسلامی جذبہ جہاد اور اسلامی مدافعتی قوت کے ساتھ یک جان اور ناقابل تسخیر قوم بنا دیا ہے۔اس قوت کا بنیادی مرکز ڈیورنڈ لائن (Durand Line) کے دونوں اطراف کا علاقہ ہے جہاں پشتون آباد ہیں۔جس طرح یہ پشتون ہماری طاقت ہیں اس طرح وہ افغانستان کی بھی طاقت ہیں اور ہماری خارجہ پالیسی میں ان کا نہایت اہم مقام ہے۔سابقہ فوجی آمریت کے دور میں پشتونوں کے ساتھ ہمارے تعلقات کو شدید نقصان پہنچایا گیا جس کی اب تلافی ہونی لازم ہے اور اس طاقت کو اپنانا ہے تا کہ تین ہمسایہ برادر اسلامی ممالک یعنی پاکستان' افغانستان اور ایران پر مشتمل ایک سہ ملکی اتحاد کی بنیاد رکھی جاسکے۔جس سے پورے خطے کو "تذویراتی گہرائی" (Strategic Depth) حاصل ہو۔چین کے ساتھ ہمارے دیرینہ اور مستحکم دوستانہ تعلقات ہماری خارجہ پالیسی کا بنیادی نکتہ ہیں۔لہٰذا سفارتی میدان میں کامیابی کے لئے کوئی قدم اٹھانے سے قبل ہمیں چین کو اعتماد میں لینا ضروری ہوگا۔

☆ افغانستان میں ناکامی کے بعد بھارت زخمی ناگ کی مانند ردعمل کا اظہار کرے گا۔عین ممکن ہے کہ وہ پاکستان کو ڈرانے کے لئے فوجی طاقت بروئے کار لائے یا پھر ہمارے دریاؤں کا پانی بند کر دے یا ملک میں دہشت گردی جیسی

گھٹیا کاروائیاں کرائے۔ اس قسم کی صورتحال پر ہمیں ٹھنڈے دل ودماغ سے غور کرتے ہوئے بھارت کو مناسب موقع پر جواب دینا ہوگا۔

☆ سفارتی اور سیاسی کوششیں جاری رکھنے کے ساتھ ساتھ عسکری حکمت عملی کیلئے ہمیں موجودہ دور کی Assymetric War کی جنگ کے اصولوں کو ذہن میں رکھنا لازمی ہے جہاں ''افرادی قوت اور میزائل کی طاقت'' نے مل کر عراق' لبنان اور افغانستان میں تعداد اور جدید اسلحہ سے لیس کئی گناہ طاقتور ممالک کو ناکوں چنے چبوادیئے ہیں اور شکست دی ہے۔ اس نئی عسکری حکمت عملی میں شامل پشتون طاقت کا مستقبل میں بھارت کے ساتھ ہماری کسی جنگ میں ایک اہم کردار ہوگا جس سے مسئلہ کشمیر اور پانی جیسے اہم مسائل ہمیشہ کے لئے حل ہوجائیں گے۔

افغانستان میں قیام امن کے لئے ہمیں سفارتی سطح پر اہم اور جاندار ادا کرنے کے لئے جو اقدامات کرنا ہیں ان میں قابض فوجوں کے افغانستان سے انخلاء کے وقت کا تعین کرنا اور فائر بندی پر علم کرانا' طالبان اور شمالی اتحاد سے مذاکرات کر کے لوئی جرگہ تشکیل دینا جو یہ فیصلے کر سکے کہ: افغانستان میں تین سالوں کے لئے ایک عبوری حکومت قائم کرنا' مردم شماری کرانا' آئین سازی' اداروں کی تعمیر نو' بنیادی ڈھانچے کی وسیع تر تعمیر' نسلی لحاظ سے توازن قائم کرنا جو ۲۰۰۱ء میں منعقد ہونے والی بون کانفرنس کے غلط فیصلوں کے باعث غیر متوازن چلا آرہا ہے اور پھر ۲۰۱۳ء میں عام انتخابات کرانا۔

انپاک کے خطے اور اس سے ملحقہ علاقوں میں امن کے قیام کو یقینی بنانے کے۔ لئے یہی وہ اہم چیلنج ہیں اور مواقع بھی جو بروقت اور صحیح اقدامات کے متقاضی ہیں۔ ہم اس مقصد کو اپنے دوست اور پڑوسی ممالک کے تعاون سے حاصل کر سکتے ہیں جو ''امن' تعاون اور رابطے'' کے سنہری اصولوں پر کاربند ہوں۔ یہی وہ سنہری اصول ہیں جو ہمارے دوست ملک چین کی خارجہ پالیسی کا اہم ستون ہیں۔

مارٹن لوتھر کنگ نے کیا خوب کہا ہے کہ: ''وہ شخص جو فراخدلی سے اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہے اتنا ہی گناہ میں ملوث ہے جتنا وہ شخص جس نے اس گناہ کے کرنے میں اس کی مدد کی۔''

افغانستان پر غیر ملکی تسلط سب سے بڑا گناہ اور فتنہ ہے (Mother of all evils) ہے۔ یہ فتنہ جب ختم ہوگا تو امن کی راہیں کھلیں گی۔

(خط وکتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے۔)

ڈاکٹر دلشاد بیگم
ایسوسی ایٹ پروفیسر' گورنمنٹ فرنٹیئر کالج فار ومن پشاور

عورت کے قتل خطاء کی دیت شرعی دلائل کی روشنی میں

ان دنوں عورت کی دیت کا مسئلہ مغرب زدہ طبقے کے ماڈرن ازم کا تختہ مشق بنا ہوا ہے۔ یہ طبقہ ہر چیز کو یورپین ماڈل کی عینک لگا کر دیکھنے کا عادی بن چکا ہے۔ حالانکہ سنت رسول کریم ﷺ' سنت خلفاء راشدین' اجماع صحابہ' اور تعامل امت چاروں مآخذ قانون سے ثابت ہے کہ عورت کے قتل خطاء کی دیت مرد کے قتل خطاء کی دیت کا نصف ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اس نوع کے اجماعی مسئلے پر بحث ہی نہ کی جاتی لیکن افسوس ہے کہ اس اجماعی مسئلے کو بھی حقوق نسواں اور حقوق انسانی والوں کے ساتھ ساتھ متجددین کے طبقہ قلیلہ نے بھی نزاعی بنالیا ہے اس لئے اس مسئلے کی وضاحت ضروری ہے۔

دیت انسانی جان کی قیمت نہیں ہے بلکہ مقتول کے پس ماندگان کی معاشی کفالت ہے۔

اسی لئے یہاں یہ کہنے کی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ جان اور خون تو مرد اور عورت دونوں کا یکساں ہے اس لئے دیت بھی برابر ہونی چاہیے' جان اور خون تو مسلمان اور ذمی کا بھی یکساں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ "جان کے بدلے جان" کا حکم عام ہے قصاص چونکہ جان کے بدلے جان کا نام ہے اس لئے عورت کے جان کے بدلے مرد کی جان جاتی ہے اور غلام کی جان کے بدلے آزاد کی جان لی جاتی ہے۔

قتل عمد کے صورت میں مرد اور عورت کی دیت برابر بھی ہوسکتی ہے کیونکہ قتل عمد کی صورت میں مقتول کے وارثوں کا اصل حق قصاص لینا ہے اور دیت قصاص کا بدل ہے جو فریقین کے درمیان مصالحت اور راضی نامے کی صورت میں واجب ہوتی ہے یہ دراصل بدل صلح ہے اور بدل صلح وہ ہی ہوتا ہے جس پر اتفاق رائے ہو چکا ہو اور باہمی معاہدہ ہوا ہو خواہ وہ سو اونٹ ہوں یا اس سے کم ہوں۔ لیکن قتل خطاء میں قصاص لینا سرے سے جائز ہی نہیں۔ تاکہ یہ کہا جائے کہ دیت انسانی خون اور قصاص کا بدل ہے۔ دیت تو درحقیقت مقتول کے پس ماندگان کی معاشی کفالت کا ایک نظام ہے اور اس نقصان کی کسی حد تک تلافی ہے جو خاندان کے کمانے والے فرد یا بعد میں کمانے کے لائق بننے والے فرد کی موت سے اس کو پہنچتا ہے۔ عورت کی قوت کار اور کمانے کی صلاحیت اگرچہ مرد کے مقابلے میں کم ہے قطع نظر اس کے جو عورتیں کماتی ہیں بعض اوقات مردوں سے بھی زیادہ کماتی ہیں تو یہ ان کا رضا کارانہ عمل ہے۔ ورنہ شریعت نے تو

عورت پر معاشی کفالت کی ذمہ داری سرے سے ڈالی ہی نہیں ہے اس لئے عورت کے قتل سے وارثوں کو صدمہ تو پہنچتا ہے اور گھریلو پریشانیاں بھی لاحق ہوتی ہیں لیکن کوئی خاص معاشی اور مالی پریشانی پہلے سے زیادہ نہیں ہوتی اسی فرق کی وجہ سے عورت کی دیت نصف مقرر کی گئی ہے کہ جو نقصان ہوا ہے اس کی تلافی نصف دیت سے بھی ہو جاتی ہے۔ فقہاء نے عورت کی دیت کے نصف ہونے کی یہی حکمت اور عقلی توجیہ بیان کی ہے۔ علامہ مرغینانی لکھتے ہیں:

ولان حالها انقص من حال الرجال ومنفعتها اقل (۱)

''عورت کی قوت کار اور اس کی منفعت مرد سے کم ہے''

علامہ سید رشید رضا (مرحوم) نے بھی عورت کی دیت کے نصف ہونے کی عقلی توجیہ یہی کی ہے'' (۲)

قرآن کریم میں دیت کی مقدار کا ذکر نہیں کیا گیا۔ یہ تو ان لوگوں کی غلط فہمی یا غلط بیانی کا جواب ہے جو کہتے ہیں کہ دیت جان اور خون کا معاوضہ ہے' لہٰذا مرد اور عورت دونوں کی دیت برابر ہونی چاہیے اس لئے کہ جان اور خون دونوں کا برابر ہے۔ لیکن بعض حضرات کہتے ہیں کہ دیت کے قانون سے عورت کو چونکہ مستثنیٰ نہیں کیا گیا بلکہ قرآن کریم میں مطلقاً دیت دینے کا حکم دیا گیا ہے' اس لئے از روئے قرآن دونوں کی دیت برابر ہونی چاہیے۔ یہ بھی بہت بڑی غلط فہمی ہے اس لئے سورۃ النساء کی آیت نمبر ۹۲ میں دیت کی مقدار کا ذکر ہی نہیں ہوا اور نہ قرآن کریم کی کسی دوسری آیت میں دیت کی مقدار اور نوعیت کا ذکر ہوا ہے۔ آیت قرآنی میں دیت کے صرف واجب الادا ہونے کا ذکر ہوا ہے اور اس بارے میں مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ دونوں کی دیت واجب اور لازم ہے۔ آخر یہ کس نے کہا ہے کہ عورت کے قتل خطاء پر دیت واجب ہی نہیں ہے دیت تو ہر معصوم الدم نفس کے قتل پر واجب ہے۔ خواہ مرد ہو یا عورت' مسلمان ہو یا غیر مسلم شہری۔ اصل بحث عورت کی دیت کی مقدار میں ہے اور اس بارے میں قرآن کریم میں تفصیل موجود نہیں ہے۔ قانونی زبان میں یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ قرآنی آیت وجوب دیت کے بارے میں مطلق اور عام ہے لیکن مقدار دیت کے بارے مجمل ہے' جس کی تشریح و تفسیر احادیث رسولؐ میں آئی ہے۔ بعض حضرات نے عورت اور مرد کی دیت کے برابر ہونے کے لئے رسولؐ کے اس ارشاد کو دلیل بنایا ہے کہ:

فی النفس المؤمنة مأة من الابل (۳)

نفس مومن کے بدلے میں سو اونٹ دیئے جائیں گے۔

یہ حدیث بالکل صحیح اور مستند ہے لیکن اس کے عموم میں دوسری حدیث نے تخصیص کردی ہے جس کا ذکر بعد میں آرہا ہے جب وہ دوسری حدیث اور اجماع صحابہؓ سے ثابت ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے' تو معلوم ہوا کہ اس حدیث میں سو اونٹ مرد کی دیت ہیں۔ قرآن و حدیث کا علم رکھنے والوں پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ احادیث ایک دوسرے کی تشریح کرتی ہیں اور ایسی متعدد مثالیں موجود ہیں کہ کسی آیت یا حدیث میں عام اور مطلق الفاظ میں کوئی

قانون بیان ہوا ہے اور دوسری آیات یا احادیث نے اس میں تخصیص کردی ہے مثلاً سورۃ نور میں زانی اور زانیہ کی سزا سو کوڑے مقرر کی گئی ہے لیکن رسول ﷺ نے معلم قرآن اور اللہ کے مستند اور واجب الاطاعت نمائندے کی حیثیت سے امت کو بتادیا ہے کہ آیت میں ''غیر محصن'' زانی یا زانیہ کا حکم ذکر ہوا ہے۔

عورت کی دیت کے نصف ہونے کے شرعی دلائل:

وہ شرعی دلائل یہ ہیں جو عورت کی دیت کے نصف ہونے پر دلالت کرتے ہیں اس سلسلے میں تین قسم کے دلائل بیان کئے جائیں گے۔

۱۔ احادیث رسولؐ ۲۔ سنتِ خلافت راشدہ ۳۔ اجماع صحابہ

احادیث رسولؐ:

قال رسول اللہ دِیۃ المراۃ علی النصف من دِیۃ الرجل وروی ذالک من وجہ آخر عن عبادۃ بن نسی وفیہ ضعف (۴)

ترجمہ: ''رسولؐ نے فرمایا کہ عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے۔ یہ روایت ایک دوسرے طریقے (سند) پر بھی عبادہ بن نسی سے مروی ہے اور اس میں ضعف (کمزوری) ہے''

پہلی بات تو یہ ہے کہ اگرچہ امام بیہقی نے اور اسی طرح الجوہر النقی والے نے بھی اس کو ضعیف کہا ہے مگر امام بیہقی کا مسلک یہی ہے کہ عورت کی دیت نصف ہے اگر حدیث کا ضعف اتنا شدید ہوتا جس کی وجہ سے یہ مردود اور غیر مقبول ہوجاتی تو امام موصوف اس کو دلیل نہ بناتے اور عورت کی دیت کے نصف ہونے کے قائل نہ ہوتے۔ دوسری بات یہ ہے کہ علم اصول حدیث کا یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ حدیث ضعیف کی تائید میں جب دوسری روایات موجود ہوں یا اس حدیث کو ضعف کے باوجود سلف صالحین نے اس پر استدلال کیا ہو اور اسے سلف میں قبولیت کا درجہ حاصل ہو چکا ہو تو ایسی حدیث کو دلیل بنایا جاسکتا ہے۔ کیونکہ حدیث کے طالب علموں تک کو معلوم ہے کہ امام ترمذی سنن ترمذی کے کئی ابواب میں حدیث نقل کر کے اس پر جرح کرتے ہیں اور جرح واعتراض کے باوجود اس پر صحابہ وتابعین اور ائمہ فقہ کا عمل بھی نقل کرتے ہیں۔ اسلئے اس کی تائید میں دوسری روایات موجود ہوتی ہیں۔ یہاں بھی حدیث مذکور کی تائید میں دوسری روایات موجود ہیں جو اس کے شواہد ہیں مثلاً

قال رسول اللہ عقل المراۃ مثل عقل الرجل حتی یبلغ الثلث من دیتہ (۵)

ترجمہ: رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت کے برابر ہے یہاں تک کہ مرد کی دیت کی ثلث ۱/۳ تک پہنچ جائے''

اس حدیث میں ''شجات وجراحات'' یعنی زخموں کی دیت میں مرد کی کل دیت کی ایک تہائی تک برابری کا

ذکر ہوا ہے۔ اس قید وشرط سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ایک تہائی سے اگر دیت زائد ہو تو پھر عورت کی دیت مرد کی دیت کے برابر نہیں ہے۔ اس وقت زیر بحث مسئلہ زخموں کا نہیں ہے۔ بلکہ قتل خطاء کی دیت زیر بحث ہے۔ ظاہر ہے کہ مرد کے قتل کی دیت ایک تہائی تو نہیں ہے بلکہ پوری دیت واجب الادا ہوتی ہے۔ جب ایک تہائی (تقریباً ۳۳ اونٹ) تک دونوں کی دیت برابر قرار دی ہے تو اس کے معنی یہی ہیں کہ پوری دیت (سو اونٹ) برابر نہیں ہے۔ زخموں کی دیت میں ایک تہائی تک مساوات کا قول بعض صحابہؓ سے مروی بھی ہے۔ اور مالکیہ اور حنابلہ کا مسلک بھی ہے۔ لہٰذا اگر ایک تہائی تک مرد اور عورت کی دیت برابر قرار دی جائے تو قابل قبول ہو سکتی ہے۔

سنت خلافت راشدہ:

فقومعمرؓ تلک الدیة (ای مأة من الابل) علی اهل القریٰ الف دینار او اثنی عشر الف درهم ودِیة الحرة المسلمة إذا کانت من اهل القریٰ خمسمأة دینار اور ستة الالف درهم فإذا کان الذی اصابها من الاعراب فدیتها خمسون من الابل (۶)

ترجمہ: حضرت عمرؓ نے شہری علاقے کے لوگوں پر سو اونٹوں کی قیمت ایک ہزار دینار یا ۱۲ ہزار درھم مقرر کی تھی۔ شہری علاقوں میں آزاد اور مسلمان عورت کی دیت پانچ سو (۵۰۰) دینار یا ۶ ہزار درہم مقرر کی تھی اور اگر عورت کا قاتل دیہاتی ہوتا تو اس صورت میں عورت کی دیت ۵۰ اونٹ مقرر کی تھی''

خلیفہ رسولؐ حضرت عمرؓ نے جب یہ حکم صادر فرمایا کہ عورت کی دیت ۶ ہزار درہم یا ۵۰ اونٹ ہیں یعنی مرد کی دیت کا نصف ہے تو کسی صحابی نے اس سے اختلاف نہیں کیا تو یہ خلافت راشدہ کی سنت اور متفق علیہ قانون بن گیا۔

عن ابراهیم نخعی عن عمر بن الخطاب وعلی بن ابی طالب انهماقال عقل المرأة علی النصف من دِیة الرجل فی النفس وفیما دونها (۷)

ترجمہ: ''ابراہیم نخعیؒ نے حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ دونوں سے نقل فرمایا ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ عورت کے قتل اور زخموں کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے۔''

''زید بن ثابت سے مروی ہے کہ مردوں اور عورتوں کی دیت کل دیت کی ایک تہائی تک برابر ہے اور اس سے زائد میں عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے'' (۸)

امام شافعیؒ جو امام مالکؒ کے شاگرد ہیں کہ امام مالکؒ کہا کرتے تھے کہ مرد اور عورت کی دیت میں ایک تہائی تک مساوات اور اس سے زائد میں نصف دیت سنت ہے میں اس بارے میں اس کی پیروی کرتا تھا لیکن دل میں کچھ الجھن تھی۔ بعد میں مجھے جب معلوم ہوا کہ یہ اہل مدینہ کی سنت ہے جسے امام مالکؒ ''حجت سمجھتے تھے (سنت رسول ﷺ نہیں ہے) تو میں نے اپنی رائے سے رجوع کیا اور مطلق دیت کے نصف ہونے کا قائل ہو گیا۔ (۹)

علامہ کاسانی، شمس الائمہ سرخسیؒ اور علامہ مرغینانی (صاحب ہدایہ) تینوں حنفی فقہاء نے لکھا ہے:

''عورت کی دیت نصف ہے اور اس پر صحابہ کا اجماع۔ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ سے مروی ہے کہ عورت کی دیت نصف ہے اور اس پر صحابہ میں سے کسی کا اعتراض منقول نہیں'' (۱۰)

امام شافعیؒ نے فرمایا ہے: ''مجھے قدیم اور جدید دور کے علماء میں سے اس حکم سے اختلاف کرنے والا ایک عالم بھی معلوم نہیں ہے کہ عورت کی دیت نصف ہے'' (۱۱)

۳۔ ابن قدامہ حنبلیؒ لکھتے ہیں: **"قال ابن المنذر وابن عبدالبر اجمع اهل العلم علی اندیته المرأة نصف دِیة الرجل** (۱۲)

ترجمہ: ''محمد بن المنذر (مشہور شافعی المسلک فقیہ ومحدث) اور ابن عبدالبر (مشہور مالکی المسلک فقیہ ومحدث) نے کہا ہے کہ اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے''

۴۔ ''امام قرطبی اور ابن رشد نے بھی لکھا ہے کہ اس پر اہل علم کا اجماع ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے'' (۱۳)

۵۔ امام مالک اور فقہاء مالکیہ کی تحقیق یہ ہے کہ عورت کے قتل کی دیت تو نصف ہے لیکن زخموں کی دیت کل دیت کی ایک تہائی تک مرد کی دیت کے برابر ہے اور ایک تہائی کے بعد زخموں کی دیت بھی نصف ہے (۱۴)

مذکورہ حوالوں سے ثابت ہو چکا ہے کہ عورت کی دیت کا نصف ہونا صحابہ کرامؓ کے اجماع سے ثابت ہے جس کی بنیاد احادیث رسولؐ ہیں اور قیاس وعقل کا تقاضا بھی یہی ہے جیسا کہ فقہاء کی بیان کردہ عقلی توجیہ سے ثابت کر دیا گیا۔ اب جیسے عورتوں کے حقوق والے اسلام پر ایک اعتراض یہ بھی کرتے ہیں کہ عورت کی دیت نصف کیوں ہے تو ان کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ دیت قصاص کا بدل نہیں اور دیت قتل خطاء میں نصف ہے جس کی وجوہ بیان کر دی گئیں ہیں قتل عمد میں تو قصاص ہے یا پھر جس طرح سے مقتولہ کے ورثاء راضی ہو جائیں کچھ معاصرین فقہاء یا متجددین اجتہاد کی آزادی کا نعرہ لگاتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ اجتہاد پر پابندی کس نے لگائی ہے۔ ظاہر ہے کہ علمی تحقیق اور غور وفکر کا دروازہ بند تو نہیں کیا گیا لیکن اجتہاد تو جدید دور کے مسائل کے حل کے لئے ہونا چاہیے' ہوتا رہے' ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا یا پھر اختلافی مسائل میں کسی ایک رائے کو ترجیح دینے کے لئے اجتہاد کیا جا سکتا ہے۔ پہلے سے طے شدہ اجماعی مسائل یا نصوص سے ثابت شدہ مسائل میں اجتہاد کے ذریعے نئی باتیں سامنے لانا اور اجماع صحابہؓ کے خلاف رائے قائم کرنا اجتہاد نہیں ہے بلکہ انحراف وتحریف کا دروازہ کھولنا ہے۔ قتل خطاء عورت کی دیت کا نصف ہونا اجماعی مسئلہ ہے اور احادیث رسولؐ سے ثابت ہے لہٰذا اسے اجتہاد کا تختہ مشق بنانا مریض ذہنیت کی علامت ہے اور عورت کی قتل خطاء کی

دیت نصف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ مرد پر معاشی کفالت کا بوجھ مسلسل موجود ہے جبکہ عورت پر ایسا کوئی بوجھ ذمہ داری کے طور پر نہیں ڈالا گیا۔ چونکہ مرد معاشی کفالت کرتا ہے اور محنت و مشقت کرنے اور کمانے کی صلاحیت بھی زیادہ رکھتا ہے اس لئے اس کے قتل ہو جانے سے پسماندگان کو نسبتاً زیادہ معاشی اور مالی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے' اس لئے مرد کی دیت عورت سے زیادہ مقرر کی گئی ہے عورت کے قتل سے پسماندگان کو کچھ زیادہ مالی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ وہی حالت ہوگی جو پہلے تھی' اچھی تھی یا بری اس لئے عورت کی دیت مرد سے کم مقرر کی گئی ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آج کل تو عورتیں مردوں سے زیادہ کماتی ہیں لیکن قانون تو اکثریت کی حالت اور انسانی فطرت کو ملحوظ رکھ کر بنایا جاتا ہے اور شاذ ونادر صورتوں کے لئے کوئی استثنائی دفعہ رکھی جاتی ہے اور ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اس قسم کی استثنائی صورتوں میں عدالت حالات وکوائف کا جائزہ لے کر نصف دیت سے زائد بھی بطور ''تغلیظ دیت'' دلا سکتی ہے۔ جہاں تک بیوی کی موت سے گھر کے انتظام کے خراب ہونے کا تعلق ہے اور یہ کہ شوہر کا سکون و آرام برباد ہو جاتا ہے تو اس کی تلافی تو نہ قصاص سے ہو سکتی ہے نہ پوری دیت سے ہو سکتی ہے اور نہ آدھی دیت سے ہو سکتی ہے بلکہ اس کا علاج صبر جمیل ہے اور متبادل انتظام کرنا ہے۔ دیت تو صرف مالی نقصان کی تلافی کے لئے عائد کی جاتی ہے جو عورت کی موت کی صورت میں کم پیش آتی ہے۔ اور مرد کی موت کی صورت میں زیادہ پیش آتی ہے۔ اس لئے دیت میں فرق رکھا گیا ہے۔ اس فرق کی بنیاد معاشرتی کمتری نہیں ہے بلکہ معاشی کفالت اور مالی پریشانی کی تلافی ہے۔ حقوق نسواں کے حامی جو عورت قتل خطاء کی نصف دیت پر اعتراض کرتے ہیں ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ انگریزی طرز کی عدالتوں میں انگریزی طرز کی وکیلانہ پریکٹس کی نوعیت اور ہے اور کسی شرعی اور دینی مسئلے کی علمی تحقیق کی نوعیت دوسری ہے۔ دونوں کا طریقہ کار اور طرز استدلال یکساں نہیں ہوتا۔ اس لئے اس سلسلے میں خالص علمی اور تحقیقی انداز بیان اختیار کرنے کی ضرورت ہے تو یقینا ان کو شریعت کی مصلحت اور شرعی قوانین کی حکمت سمجھ میں آجائے گی۔ اور ان کو اسلام کی طرف سے تفویض کئے گئے عورتوں کے حقوق پر اعتراض کی بجائے فخر حاصل ہوگا۔ جو تمام قوانین سے افضل اور عدل کے عین مطابق ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ دیت قصاص کا بدل ہے تو یہ بات قتل عمد کے سلسلے میں تو صحیح ہو سکتی ہے کہ اس میں اصل سزا قصاص ہے لیکن اگر وارث دیت کے بدلے میں قصاص معاف کر دیں تو یہ دیت قصاص کا بدل ہو جاتی ہے' یہی وجہ ہے کہ قتل عمد کی دیت قاتل خود ادا کریگا اس کے عاقلہ پر اس کی ادائیگی واجب نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس دیت کے بدلے میں جب قاتل اپنے آپ کو قصاص سے بچاتا ہے تو یہ بوجھ بھی اسے خود اٹھانا ہوگا لیکن قتل خطاء کی صورت میں جب قصاص لینا سرے سے جائز ہی نہیں ہے بلکہ اس کا اصلی حکم دیت ہی ہے تو یہ قصاص کا بدل کیسے ہو سکتی ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ قتل خطاء صرف بے احتیاطی اور بے پروائی ہے جس کی سزا کفارہ ہے اور مقتول کے وارثوں کی مالی امداد ہے جو اجتماعی کفالت کے اصول کی بنیاد پر قاتل کا خاندان یا اس کے ہم پیشہ لوگ ادا کریں گے۔ اگر عاقلہ یعنی خاندان اور ہم پیشہ لوگ موجود

نہ ہوں تو قومی خزانے سے دیت ادا کی جائے گی۔ قاتل سے پھر بھی وصول نہیں کی جائے گی۔ اگر قتل خطاء کی دیت بھی قصاص کا بدل ہوتی تو اس کی ادائیگی عاقلہ یا قومی خزانے کے ذمے نہ ہوتی بلکہ قاتل کے ذمے ہوتی جیسا کہ قتل عمد کی دیت بصورت راضی نامہ قاتل کے ذمے ہے۔ چونکہ قتل عمد کی دیت قصاص کا بدل ہے اور قصاص میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں۔ اس لئے یہ دیت مرد اور عورت کی برابر بھی ہوسکتی ہے۔ اس لئے قتل خطاء کی دیت کی برابری کے بارے میں قرآن اور حدیث رسولؐ اور سنت خلفاء راشدین یا اجماع صحابہ سے کوئی دلیل نہیں ملتی اس کے برعکس قرآن حکیم کا حکم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو اور رسول اللہ ﷺ کی ہدایت یہ ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا حکم یہ ہے کہ میرے بعد ابوبکرؓ و عمرؓ اور خلفاء راشدین کی سنت کی پیروی کرو اور خلفاء راشدین کی سنت پہلے بیان ہوچکی ہے کہ عورت کی دیت نصف ہے۔ اسی طرح قرآن کریم میں ہے کہ مسلمانوں کے اجماعی راستے کے خلاف جانے والا جہنم کی طرف جا رہا ہے اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری امت گمراہی پر متفق نہیں ہوسکتی اور امت کا اجماع ہی نہیں بلکہ تعامل بھی عورت کی نصف دیت پر رہا ہے۔

حواشی ومصادر

(۱) المرغینانی: کتاب الدیات "الھدایۃ" (۲) علامہ سید رشید رضا، تفسیر المنارج ۵ ص ۵۳۳

(۳) المرغینانی: کتاب الدیات "الھدایۃ (۴) البیھقی "سنن کبریٰ" ج ۸ ص ۹۵

(۵) سنن نسائی کتاب العقود باب عقل المرۃ ج ۸ ص ۴۴، ۴۵،

سنن دارقطنی مع التعلیق المغنی کتاب الحدود ج، ۳، ص ۹۱، ابوطیب : محمد بن شمس الحق "التعلیق المغنی علی دارقطنی التعلیق دارالنشر الکتب الاسلامیہ (سطن)، ابن ربیع، عبدالرحمن بن علی (م ۹۴۴ھ) تیسیر الوصول الی جامع

الاصول موسسۃ الحلبی وشرکاۂ قاھرہ (سطن) (۶) امام شافعی: کتاب الام ج ۶ ص ۱۰۶

(۷) البیھقی : "سنن کبریٰ" ج ۸ ص ۹۶، امام محمد کتاب الحج طبع لاھور ج ۴، ص ۲۸۴

(۸) ابن حجر التلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر ج، ۴، ص ۲۴

(۹) الصنعانی عبدالرزاق : المصنف ج ۹، ص ۳۹۴

(۱۰) امام کاسانی: بدائع الصنائع ج ۷، ص ۲۵۴. علامہ خسی، مبسوط ج ۶ ص ۷۹

(۱۱) امام شافعی : کتاب الام طبع بیروت ۱۹۷۳ء ج ۶، ص ۱۰۶

(۱۲) ابن قدامہ : "المغنی" ج ۸ ص ۴۰۲

(۱۳) القرطبی : محمد بن احمد: "تفسیر قرطبی" ج ۵ ص ۳۲۵، ابن رشد مالکی "ھدایۃ المجتھد، ج ۲ ص، ۴۲۵

القرطبی: "تفسیر قرطبی" ج ۵، ص ۳۲۵

(۱۵) صبحی محمصانی :فلسفہ شریعت اسلام ص ۳۹۷

از قلم حضرت علامہ مولانا عبدالحلیم (دیر بابا)
استاذ الحدیث والتفسیر دار العلوم حقانیہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم کی تصنیف
''زین المحافل شرح شمائل'' میری نظر میں

حضرت مولانا کی شرح ترمذی زین المحافل کے بارہ میں دار العلوم کے استاذ حدیث وتفسیر مولانا عبدالحلیم دیروی مدظلہ نے اپنے تاثرات کو قلمبند کیا۔ ان ہی کے لب ولہجہ میں شائع کئے جارہے ہیں۔ ....(ادارہ)

''زین المحافل''، محافل جمع محفل بمعنی مجلس حقیقۃً اسم با مسمّی ہے۔ مجلس سے اگر مراد مجلس محدثین ہے تو یہ اس کے لئے بھی زینت ہے۔ اس میں تقریباً چار سو احادیث مبارکہ ہیں' پچاس ابواب پر مشتمل ہے' اس میں جو احادیث امام ترمذیؒ نے جمع کی ہیں تقریباً تمام صحیح احادیث ہیں۔ اس کتاب کو اللہ تعالیٰ نے قبولیت عامہ بخشی ہے۔

امام ترمذی ایک جگہ لکھتے ہیں "لما صنفت والفت الجامع عرضت علی علماء الحجاز فهم رضوابه امام ترمذیؒ خود بھی ایک مضبوط علمی شخصیت اور محدث تھے اور کتاب کو بھی اللہ تعالیٰ نے قبولیت عطا فرمائی ہے۔ جامع سنن کے متعلق امام ذہبیؒ نے لکھا ہے جو خود امام ترمذیؒ نے فرمایا ہے:

من کان فی بیته الجامع السنن للترمذی کانما یتکلم فی بیته نبی
(جس گھر میں جامع ترمذی پڑھی سنی جائے تو گویا نبی کریم ﷺ وہاں بول رہے ہیں)

اس واسطے شمائل تو بہت سے علماء نے لکھے ہیں' لیکن امام ترمذیؒ نے جو شمائل مبارک لکھے ہیں۔ یہی مقبول ترین شمائل ہیں۔ ؎ نبی کی شمائل کا بیان ہے محبوں کے لئے آرام جان ہے

امام ترمذیؒ کی شمائل نہایت جامع ترین شمائل ہیں اس واسطے یہ شمائل احادیث کے باب میں محدثین کی مجلس کیلئے بھی زینت ہیں اور یہ زین المحافل زینت رواۃ کے باب میں اگر مجلس رواۃ مراد لیا جائے تب بھی زینت ہے جو رواۃ جس درجہ کی ہیں مؤلف نے اس کو بیان کیا ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ اور یہ زین المحافل باب فقاہت میں فقہا کے لئے بھی زینت ہے کیونکہ اس کتاب میں مؤلف نے جو فقہاء کے مسائل ہیں ان کی بھی خوب تحقیق کی ہے' اس

واسطے فقہاء کی مجلس کے لئے بھی زینت ہے۔ جو اختلافی مسائل ہیں اس میں مذہب حنفیہ کو ترجیح دی ہے۔

جا بجا بطور استشہاد کے موقع کی مناسبت سے اشعار نقل کئے ہیں۔ جس میں لغت کا کافی سامان موجود ہے۔

پشتو کا ایک شعر موجود ہے: چہ پہ یو قدم تر عرش پوری رسی مالیدلی دیے رفتار دہ درویشانو

یہ کتاب زین المحافل اہل لغت کی مجلس میں بھی زینت ہے کیونکہ اس میں لغات کا کافی ذخیرہ موجود ہے۔ نیز مجلس اصول فقہ کیلئے بھی زینت ہے کیونکہ اس میں اصولیوں کی تحقیق بھی موجود ہے۔ یہ کتاب صرفیوں کے لئے بھی زینت ہے کیونکہ اس میں مشتق اور مشتق منہ کا ذکر آیا ہے اور فلسفیوں کی مجلس کی بھی زینت ہے اس میں اصول وقواعد کا بھی ذکر ہے نحویوں کی مجلس کے لئے بھی زینت ہے کیونکہ اس میں نحویت واعراب کی بھی کافی تحقیق ہے اور یہ کتاب منطقیوں کی مجلس کے لئے بھی زینت ہے کیونکہ اس میں جو مسائل ہیں ان کے لئے دلائل عقلیہ بھی کافی موجود ہیں' سیاسیوں کے لئے بھی زینت ہے کیونکہ اس میں علم سیاست کی بحث بھی آئی ہے اس میں رسول اللہ ﷺ کی پارلیمنٹ کا ذکر ہے اس کے ممبران کے فضائل ہیں۔ ہر ایک اپنا موقف پیش کرتا ہے اور ایک دوسرے کا ادب کرتے ہیں۔ ایک بات ختم کرتا ہے تو دوسرا شروع ہو جاتا ہے۔ اس دور کے اسمبلیوں سے خدا پناہ! اور خاص کر جس اسمبلی کی سپیکر عورت ہو۔

قال رسول الله ﷺ لن یفلح قوم ولو امراۃ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **هن ناقصات العقل والدین.** ایسی اسمبلی احمقوں کی اسمبلی ہوگی۔ اس سے مراد اگر مجلس تاریخ لیا جائے تو اس میں علم تاریخ کا بھی کافی ذخیرہ موجود ہے۔ تاریخی عجیب وغریب واقعات موجود ہیں۔ خصوصاً یمن کے قریہ عذرہ کا بیان ہے جس کے متعلق مشہور ہے ''**من سکن العذرہ فهو معذور**

واقعہ مشہور ہے کہ ایک مؤرخ نے یہاں کا سفر کیا تو پورے شہر میں کوئی شخص سفید ریش اور بوڑھا نہیں پایا تو بہت تعجب کیا اور کسی سے پوچھا تو جواب ملا کہ یہاں کی عورتیں نہایت حسین ہیں اور شوہروں کی نہایت قدر اور عزت کرتی ہیں اسلئے یہاں کے مرد بوڑھے نہیں ہوتے۔ ایسے عجیب واقعات شمائل میں موجود ہیں جو مورخین کیلئے بھی زینت ہیں۔

میرے خیال میں اگر اس شرح شمائل ترمذی کو چار حصے یا چھ حصے کیا جائے اور تمام یونیورسٹیوں اور کالجوں میں اسے داخل نصاب کیا جائے تو اس سے عام طلباء' کالج اور یونیورسٹیوں کے طلباء اور اساتذہ کو کافی فائدہ ہوگا محکمہ تعلیم کے سربراہوں کو چاہیے کہ اس کو اپنے نصاب میں شامل کرے۔

کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کے خصائل ہیں تمام اوصاف جو باطنی ظاہری ہیں' کمالات ہوں' یا شجاعت ہو' جہاد کے کارنامے ہوں یا رسول اللہ ﷺ کے فضائل اخلاق وعادات ہوں' الحمدللہ سب اس شمائل میں موجود ہیں۔

آج کل عام لوگ ہمارے نبیؐ کے اخلاق وعادات سے ناواقف ہیں۔ ملکہ الزبتھ اور دیگر غیر مسلموں کی تاریخ تو یاد ہوتی ہے' ہندوستان کے ہندوؤں کی پنڈتوں یورپ کے غیر مسلم سربراہوں اور امریکہ کے با اقتدار روس کے حکمرانوں کے

حالات تو معلوم ہیں لیکن پیغمبر ﷺ کے متعلق لوگوں کو معلومات نہیں ہیں۔ خاص کر ہمارے نوجوان طبقہ تعلیم یافتہ۔ یہ مسلمانوں کی بہت بڑی کمزوری ہے یہاں تک کہ پیغمبر ﷺ کے نام تک معلوم نہیں اگر پوچھا جائے تو کہتا ہے کہ ہمارا نبی عیسیٰ ابن مریم ہے۔ کسی کو بھی خاتم النبیین ﷺ کے صحیح حالات کا علم نہیں۔ بلکہ بدن مبارک کا کہ بدن مبارک، قد مبارک کتنا تھا، جسم موٹا تھا یا ہلکا، پلکیں کیسی تھیں داڑھی مبارک، ناک مبارک ماتھا مبارک سر مبارک، کمر مبارک، پیٹھ مبارک۔

میرے خیال میں اس کتاب کے پڑھنے سے جو لذت حاصل ہوتی ہے کسی اور کتاب کے پڑھنے سے نہیں ہے۔ ہر حدیث کے پڑھنے سے دوسری حدیث کے پڑھنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ جو کسی اور کتاب میں نظر سے نہیں گزرا ہے جو کہ بمنزلہ مقناطیس ہے۔ ہر حدیث میں مولانا نے جو تحقیق کی ہے ماشاء اللہ بہت خوب ہے۔ وجوہ عقلیہ سے مزین کیا ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام کے حیات و ممات کا واقعہ بہت عمدہ تحقیق ہے۔ مولانا نے ہر حدیث کی تشریح دل کے درد اور عشق و محبت کے ساتھ کی ہے۔ ؎ بے عشق محمد جو پڑھاتا ہے شمائل آتا ہے بخار اس کو شمائل نہیں آتی

مولانا کے ایک تلمیذ رشید استاد حدیث حضرت مولانا اصلاح الدین صاحب حقانی مدظلہ دارالعلوم اسلامیہ لکی مروت قابل تحسین ہیں جنہوں نے اس عظیم علمی خزانہ کو کیسٹوں سے نقل کر کے زیب قرطاس کیا۔

ہر حدیث کو ایک عنوان دیا ہے۔ ابتدائیہ یا دیباچہ بھی خوب ہے۔ جو ایک خلاصہ لکھا ہے پوری کتاب کا ایک مقدمہ لکھا ہے۔ ماشاء اللہ خوب ہے اور مآخذ تخریج کئے ہیں اللہ قبول فرمائیں۔

جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے فاضل نوجوان مفتی و مدرس حضرت مولانا مفتی مختار اللہ حقانی صاحب مدظلہ نے بڑی جانفشانی اور عرقریزی سے زین المحافل کی نظر ثانی حواشی اور تخریج کا کام کر کے اس کے حسن و نزاکت کو چار چاند لگائے ہیں۔ خاص کر نجاشی کے غائبانہ نماز جنازہ پر تحقیق ماشاء اللہ سونے پر سہاگہ ہے اور غیر مقلدین کے لئے تیغ بے نیام ہے۔ تراویح کے متعلق بحث کافی تسلی بخش ہے۔ غیر مقلدین پر رد ہے بہت عمدہ ہے۔ اس کے مطالعہ سے علماء کے شکوک و شبہات دور ہوتے ہیں۔ میرا اپنا نظریہ یہ ہے کہ اس کتاب کی جو شرح زین المحافل ہے اس کے بعد کسی اور کو شرح لکھنے کی جرات نہیں ہونی چاہیے لیکن ہمارے علماء کتاب خریدتے ہیں دیکھتے ہیں۔ ٹائٹل اچھا ہے خریدا اور الماری میں رکھتے ہیں بس۔ اگر کسی کو مولانا سمیع الحق صاحب سے حسد چشمک نہ ہو تو دیکھ لیں اس میں الحمد للہ کافی مواد ہے۔ خوب تشریح ہے کہ یہ شمائل ٹیپ شدہ ہے، کیسٹ لگاؤ، خود بخود آپ رسول خاتم الانبیاء ﷺ حالات سن سکیں گے۔

ولو احی زلیخا لو رأین جبینہ لآثرن یقطع القلوب علی الید

حکومت کو چاہیے کہ زین المحافل مولانا سمیع الحق صاحب کا استحکام پاکستان حضرت علامہ لاہوریؒ کا اور ارباب علم و کمال اور پیشہ رزق حلال، حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی کا ان کو جو اسمبلیوں کے ممبر ہیں ان میں تقسیم کیا جائے اور کہا جائے کہ ان کا مطالعہ کریں کہ ہمارے نبی ﷺ کے احوال کیا ہیں اور علمائے پاکستان نے کتنی کوشش کی ہے اور علماء کسی کے اوپر

بوجھ نہیں۔ علماء خود محنتی ہیں۔ ارباب علم وکمال سے پتہ لگے گا کہ علماء نے کتنی مشقتیں برداشت کیں ہیں۔ خود آج کل دیکھیں کہ ہمارے امراء کیا کرتے ہیں۔ غیروں کے سامنے دست ذلت دراز کرتے ہیں۔ علماء الحمدللہ اس سے مبرا ہیں۔ الغرض آپ ﷺ کے شمائل ہیں اور آپ سے اس کی نسبت ہے۔ اس لئے نہایت قیمتی تحفہ ہے۔

انت الشفیع الذی ترجی شفاعته — علی الصراط ان ما زلت قدموا

وصاحباک لاانساهما ابداً — فی السلام علیکم ماحیرت القلم فلموا

تجاوز حدالمدح حتی کانه — باحسن مایثنی علیک یعابوا

میں نے خود اس کتاب کا بالاستیعاب مطالعہ کیا اور الحمدللہ پڑھایا بھی بڑی لذت حاصل ہوتی ہے اس کے دیکھنے سے الغرض نہایت مبارک کتاب ہے۔ علماء طلباء کے پاس اس کا ہونا نہایت ضروری ہے۔

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب یقیناً مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اتنا بڑا کارنامہ سرانجام دیا۔ یہ درحقیقت ہمارے شیخ ومربی محدث کبیر حضرت مولانا عبدالحق '' کی برکات ہیں اور اس سے ان کی روح بلاشک خوش ہوگی۔

اللہ کریم حضرت مولانا سمیع الحق دامت برکاتہم کی یہ علمی کاوش قبول فرمائیں۔ والسلام: عبدالحلیم دیروی عفی عنہ

(استاد حدیث جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک)

ارباب ذوق اور شعر وادب سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے نایاب تحفہ

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے استاذ مولانا محمد ابراہیم فانی کی پشتو غزلیات

پر مشتمل پانچواں شعری مجموعہ

''شاهین دَ تخیل''

شائع ہو کر مارکیٹ میں آچکا ہے۔

شائقین شعر وادب ان شاء اللہ اس سے بہت محظوظ ہوں گے۔ اور حسب سابق اس مجموعہ کی بھی قدر افزائی فرمائیں گے۔ دیدہ زیب طباعت اعلیٰ کاغذ اور خوبصورت جلد سے مزین اس کتاب کی عام قیمت ۱۵۰/- روپے جبکہ رعایتی قیمت ۹۰/- روپے ہے۔

موتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، ضلع نوشہرہ، پشاور، سرحد

(۴)　　مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی

فضلائے حقانیہ کی تالیفی اور تصنیفی خدمات

مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی، فضلاء حقانیہ کے علمی، ادبی، تحریری، تصنیفی اور تالیفی خدمات پر کام کر رہے ہیں۔۔ علم و ادب، تحریر اور تصنیف و تالیف سے شغف رکھنے والے تمام فضلاء حقانیہ سے درخواست ہے کہ اپنا مختصر تعارف، خدمات اور تصنیفات و تالیفات کا تعارف مولانا موصوف کے نام بھیجیں تاکہ وہ اس عظیم تاریخی کام کو بہ سہولت آگے بڑھا سکیں۔

رابطہ ایڈریس : مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی، رکن القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ ------- (ادارہ)

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحلیم المعروف دیر بابا دامت برکاتہم

آپ حضرت مولانا قاضی محمد یوسفؒ کے ہاں تقریباً دیر کے علاقہ ادین زئی اوچ شرقی میں ۱۹۳۰ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے لئے آپ ہندوستان کے مشہور دینی مدرسہ مظاہر العلوم یوپی گئے۔ شرح تک کتابیں وہیں پڑھیں۔ تقسیم ہند کے بعد واپس نہ جاسکے اور دیگر کتابیں مولانا نقیب احمدؒ سے پڑھیں۔ مولانا نقیب احمدؒ وہی شخصیت ہیں جن کے حواشی درس نظامی کی اکثر کتب پر موجود ہیں۔ بعد ازاں دارالعلوم حقانیہ میں داخلہ لیا اور ۱۹۵۷ء میں سند فراغت حاصل کی۔ دارالعلوم حقانیہ کے عظیم الشان جلسے میں آپ کی دستار بندی شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ اور سرحد کے شاہ ولی اللہ مولانا نصیر الدین غور غشتویؒ کے دست مبارک سے ہوئی۔

فراغت کے بعد گوجرانوالہ کے مشہور مدرسہ انوار العلوم سے درس و تدریس کا آغاز کیا۔ پھر گاؤں میں درس دینا شروع کیا۔ بعد ازاں محدث کبیر شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ کے حکم پر فوج میں امامت کے فرائض انجام دینے لگے۔ اس دوران بھی آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ قائم رکھا۔ ۲۲ رشوال ۱۳۹۰ھ کو دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے اور تاحال حدیث کی کتابیں پڑھا رہے ہیں۔

حضرت شیخ مدظلہ نے بذات خود اگرچہ کوئی تصنیف یا تالیف نہیں کی مگر آپ نے درس کے دوران جو بھی کتاب پڑھائی طلباء نے اس کی تقریر کو ضبط تحریر کیا۔ اور فوٹوسٹیٹس کی شکل میں طلباء استفادہ کرتے رہے ہیں۔ ان میں سے ایک آپ کے تفسیری نکات ہیں جو آپ نے طلباء کو شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کے اسلوب پر پڑھائے ہیں۔

(۲) تقریر کافیہ: حضرت دیر باباجی کی دیگر کتابوں کی طرح کافیہ کا درس کافی مشہور تھا۔ دور دراز سے

طلباء استفادہ کے لئے آئے۔ طلباء نے آپ کی اس تقریر کو قلمبند کیا ہے۔ جس کی طباعت کا مرحلہ اب قریب ہے۔

(۳) تقریر شمائل ترمذی:

کافی عرصہ سے دارالعلوم میں شمائل ترمذی آپ ہی کے زیر درس ہے۔ آپ کا پڑھانے کا انداز بہت دلچسپ ہے۔ زبردست نکات بیان کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ نکات تمہیں کتابوں میں نہیں ملیں گے۔ اس لئے اسے نوٹ کرو۔ غرض شمائل ترمذی جس میں آنحضرت ﷺ کے عادات، اطوار، خصائل وغیرہ کا ذکر ہے، حضرت بابا جی نہایت شوق، عشق و محبت کے انداز سے پڑھاتے ہیں۔ آپ کے اسی درس کو کیسٹوں سے منتقل کرنے کا کام جاری ہے۔ امید ہے کہ یہ بھی طالبان علوم نبوت اور عشاقِ رسول ﷺ کی تشنگی کو دور کرے گا۔

ابھی تک ہزاروں کی تعداد میں علماء، طلباء آپ سے مستفید ہوئے ہیں۔ اللہ کریم آپ کی عمر اور صحت میں برکت عطا فرما دیں تا کہ مزید تشنگانِ علوم نبوت کو سیراب کرتے رہیں۔ امین

حضرت مولانا مفتی سیف اللہ حقانی دامت برکاتہم العالیہ

آپ جناب ہاشم خان صاحبؒ کے ہاں ۲۶ نومبر ۱۹۴۹ء میں لکی مروت کے گاؤں سالار خیل میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم لکی مروت کی قدیم دینی درسگاہ مدرسہ دارالعلوم اسلامیہ میں حاصل کی۔ فنون کی تکمیل اور دورۂ حدیث کیلئے دیوبند ثانی جامعہ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے اور ۱۳۹۲ھ بمطابق ۱۹۷۲ء میں سند فراغت حاصل کی۔

حضرت مفتی صاحب نے فراغت کے متصل بعد دارالعلوم حسینیہ شمالی وزیرستان میں تدریسی زندگی کا آغاز کیا۔ اس کے علاوہ سرحد کے جنوبی اضلاع میں مختلف مدارس میں تدریس و افتاء کا کام کرتے رہے۔ بالآخر محدث کبیر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کی نظر شفقت نے ان کو چنا اور شوال ۱۴۰۶ھ بمطابق ۱۹۸۶ء میں دارالعلوم حقانیہ میں تقرر ہوا اور آج تک حضرت مولانا سمیع الحق کی زیر سرپرستی درس و تدریس اور افتاء و قضاء میں مصروف ہیں۔

حضرت مفتی صاحب کو اللہ کریم نے جملہ فنون پر مکمل دسترس عطاء فرمائی ہے، چونکہ آپ کا طبعی رجحان فقہ، افتاء و قضاء کی طرف ہے۔ اس لئے عامۃ الناس کو مسائل دینیہ سے آگاہ کر رہے ہیں۔

حضرت مفتی صاحب مدظلہ باوجود کثیر مصروفیات اور ذمہ داریوں کے تصنیف و تالیف سے بھی علاقہ رکھتے ہیں۔ آپکی تصانیف درج ذیل ہیں۔

۱۔ **انوار المفتی علی التفسیر السیوطی:** حضرت مفتی صاحب مدظلہ نے امام جلال الدین سیوطیؒ کی تفسیر پر حواشی کے طور پر کام کیا ہے جو انوار المفتی کے نام سے مشہور ہے۔

۲۔ **انوار الفرید فی شرح ابی داؤد:** کافی عرصہ سے سنن ابو داؤد شریف حضرت مفتی صاحب کے زیر تدریس رہی ہے اور اب بھی جلد ثانی آپ ہی پڑھا رہے ہیں۔ چونکہ آپ نے ابو داؤد مفتی اعظم ولی کامل مولانا مفتی محمد فرید صاحب مدظلہ سے پڑھی ہے اور وہ آپ کے پیر و مرشد بھی ہیں۔ مفتی صاحب کو اپنے استاد و مرشد سے انتہائی محبت ہے۔ آپ نے ابو داؤد شریف کی شرح کو بھی اپنے مربی کے نام موسوم کیا ہے۔ دوران درس مفتی صاحب اس کے حوالے پیش کرتے ہیں۔ اللہ کرے جلدی منظر عام پر آ جائے۔

۳۔ **انوار الباری فی شرح القاضی:** جیسا کہ عرض کیا گیا کہ حضرت مفتی صاحب مدظلہ نے عرصہ تک معقولات پڑھائے ہیں۔ قاضی علی السلم تکمیل کی کتابوں میں ہے۔ حضرت مفتی صاحب نے اس کی نہایت آسان وسلیس شرح انوار الباری کے نام سے لکھی ہے۔ علماء اور طلباء معقولات وتکمیل کے لئے تحفہ بیش بہا ہے۔

(۴) **کشف الغطاء عن امارة النساء** عورت حاکم وحکمران بن سکتی ہے یا نہیں۔ حضرت مفتی صاحب نے اس رسالہ میں مدلل بحث فرمائی ہے کہ عورت حاکم نہیں بن سکتی۔

۵۔ **کشف الغطاء عن تبلیغ النساء:** حضرت مفتی صاحب نے عورتوں کیلئے دعوت وتبلیغ میں نہ جانے کا فتویٰ دیا ہے اور عورتوں کو دعوت وتبلیغ میں نکلنے کے لئے شرائط ذکر کی ہے جو کہ آج کل مفقود ہیں۔ بہر حال! مفتی صاحب! کی تحقیق یہی ہے کئی اہل علم نے مفتی صاحب سے اس بارے میں اختلاف بھی کیا ہے۔

(۶) **الرسائل السبعہ:** مفتی صاحب نے مختلف موضوعات پر بہت تفصیل سے لکھا ہے۔ رسائل سبعہ ان ہی کا مجموعہ ہے اس کے علاوہ حضرت مفتی صاحب دار العلوم کے دار الافتاء کے رئیس ہیں اور اب تک ہزاروں فتوے آپکے قلم سے نکلے ہیں۔ فتاویٰ دار العلوم حقانیہ میں بھی آپ کے کافی فتوے موجود ہیں۔ حضرت مفتی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار صفات سے نوازا ہے۔ ان سب میں سے اساتذہ کا ادب واحترام، دار العلوم حقانیہ سے محبت، عشق اور وابستگی، وحدت امت کے لئے کاوشیں قابل ذکر ہیں۔ شیخ الحدیث مولانا عبد الحق ؒ کی خدمت میں بھی رہے۔ انکی دعائیں حاصل کیں۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آپ کے استاد ہیں۔ انکا تذکرہ بھی نہایت ادب سے کرتے ہیں۔ اللہ کریم حضرت مفتی صاحب کی عمر میں برکت فرمادیں اور مزید دینی خدمات کی توفیق نصیب عطا کریں۔

وفائے پیارے نبی ﷺ

نماز اچھی، روزہ اچھا، حج اچھا، زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اسکے مسلماں ہو نہیں سکتا!

الانبی بعدی

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ بطحا کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا!

قانون تحفظِ ناموسِ رسالت ﷺ میں ترمیم حضور خاتم النبیین ﷺ کی شفاعت سے محرومی کا باعث ہے

قانون تحفظِ ناموسِ رسالت ﷺ میں حکومت کوئی ترمیم نہ کرے

اسلامیانِ پاکستان اس کو کبھی برداشت نہیں کریں گے

حکمرانوں سے دردمندانہ اپیل

سرکاری حکام اور اربابِ حل وعقد سے اپیل ہے کہ وہ عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت ﷺ کے وفادار بن کر رہیں اور کسی عہدہ کے لالچ یا دنیا کی عارضی عزت کے بدلے خاتم النبیین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے وفائی کرتے ہوئے منکرین ختم نبوت اور گستاخان رسول کی حوصلہ افزائی نہ کریں۔

شعبہ نشر واشاعت عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت، ملتان، پاکستان

061-4514122, 042-5862404

عکاظ پبلشرز لاہور 042-37574180

مولانا محمد ابراہیم فانی

عالم ذیشان مولانا فضل مولیٰ گئے

بیاد استاذ محترم حضرت مولانا فضل مولیٰ صاحب قدس سرہ

نالہ ریز : مولانا حافظ محمد ابراہیم فانیؔ

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

اس جہانِ رنگ و بو سے فاضل اعلیٰ گئے
عالم ذیشان مولانا فضل مولیٰ گئے

جامعِ منقول اور معقول صدیقی نسب
سید خیرالبشرؐ کے عاشق و شیدا گئے

انکساری اور تواضع کے تھے کامل عکس وہ
علم کی صورت مجسم زہد میں یکتا گئے

بوذر و سلماں صفت تھے سادگی میں بے مثال
شاہِ اقلیم قناعت وہ شہِ والا گئے

شاکر و صابر رہے ہر حال میں وہ خندہ رو
کس ادا سے واہ سوئے جنت ماوٰی گئے

پیکر تقویٰ تقدس میرے استاذ جلیل
گل ستانِ علم و عرفان کے گل رعنا گئے

علمِ منقولات میں تھے بے گماں وہ بے نظیر
علمِ معقولات میں تھے بو علی سینا گئے

یاد آتی ہیں ادائیں ان کی معصومانہ سی
بہر تلمیذاں مثالِ شاہد زیبا گئے

وجہ تسکینِ قلوبِ طالبان علم دیں
باعثِ صد عزو نازِ ملّتِ بیضا گئے

انکی فرقت سے ہیں جاری چشم غم سے اشکِ خوں
بزمِ علمی سے ہمارے شیخ یا اللہ گئے

جن کے دم سے ہائے فانیؔ زندگی پُر کیف تھی
دارِ دنیا سے وہ سوئے عالم بالا گئے

جناب شفیق الدین فاروقی

دار العلوم کے شب و روز

دار العلوم میں یومیہ ختم یٰسین شریف اور ہفتہ وار ختم بخاری شریف :

امت مسلمہ اور خصوصاً پاکستان کے موجودہ پریشان کن اور ناگفتہ بہ حالات کے پیش نظر دار العلوم حقانیہ کے ارباب اہتمام واساتذہ کے باہمی مشورہ سے گزشتہ سال سے دار العلوم حقانیہ کے طلباء روزانہ صبح کی نماز کے بعد یٰسین شریف کے ختمات کرتے ہیں۔ امسال یٰسین شریف کے علاوہ ہفتہ وار بنیاد پر ہر اتوار کو دورۂ حدیث شریف کے طلباء پر ختم بخاری شریف بھی لازمی قرار دیا گیا۔ افتتاح سال سے ہی اس پر عمل درآمد شروع ہو چکا ہے۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی موجودگی میں طلباء (جن کی تعداد تقریباً گیارہ سو ہے) اپنے رول نمبر کے اعتبار سے بخاری شریف کا متعلقہ صفحہ پڑھ لیتے ہیں اور اس طرز سے دس منٹ سے بھی کم وقت میں پورا بخاری شریف کا ختم ہو جاتا ہے۔ اکابرین امت نے سخت اور پریشان کن حالات میں بخاری شریف کا ختم انتہائی مفید اور مجرب قرار دیا ہے۔ دیگر مدارس بھی اگر یہ معمول اپنالیں تو امید ہے کہ بہت جلد امت مسلمہ اور پاکستان گرداب سے ان شاء اللہ نکل آئے گا۔

مولانا اشراف الدین حقانی کی وفات:

دار العلوم کے قدیم فاضل اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق ؒ کے دیرینہ عقیدت مند مولانا اشراف الدین حقانی ۲۷/۲۸ اکتوبر کی درمیانی شب مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

موصوف امسال رمضان میں عمرہ کی سعادت سے بہرور ہوئے تھے۔ آپ نے دار العلوم کے شعبہ اردو اور تعلیم القرآن ہائی سکول میں تدریسی خدمات بھی انجام دی۔ اس کے علاوہ دار العلوم کی ترقی کی ہر قسم کی تگ و دو میں تادم وفات مخلصانہ کردار کے حامل رہے۔ فوج میں طویل عرصے تک خطابت کے فرائض بھی انجام دیئے۔ بنیادی طور پر آپ صوابی کے موضع بیکا سے تعلق رکھتے تھے۔ تاہم ایک عرصے سے دار العلوم کی قربت کی وجہ سے حکیم آباد نوشہرہ میں قیام اختیار کیا' جہاں ایک مسجد اور لڑکیوں کا مدرسہ بنام تہذیب النساء دین کی نشر واشاعت کے لئے قائم کیا۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے پڑھائی۔ جس میں علاقہ بھر کے علماء وطلباء ومعززین نے ایک بڑی تعداد میں شرکت کی۔ دار العلوم اور ادارہ الحق آپ کے فرزندان زین العابدین۔ حافظ زین العارفین۔ احسان الرحمٰن۔ مولانا ضیاء الرحمٰن۔ حافظ قاری عطاء الرحمٰن اور جملہ پسماندگان کے ساتھ اس غم میں برابر کے شریک ہیں۔

اللهم اغفره وارحمه واجعل قبره روضةمن رياض الجنة

مدیر کے قلم سے

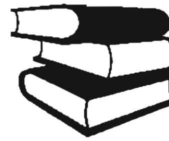

تعارف تبصرہ کتب

کتاب: تسہیل البخاری (عربی) شیخ التفسیر والحدیث عارف باللہ مولانا عبدالہادی شاہ منصوری قدس سرہ

مرتب طبع جدید: مولانا فضل امین حقانی ضخامت: ۲۵۰ صفحات قیمت درج نہیں

ناشر: دارالتصنیف والتالیف دارالعلوم تعلیم القرآن شاہ منصور ضلع صوابی۔ سرحد

اصح الکتب بعد کتاب اللہ البخاری کو اللہ تعالیٰ نے جس قبولیت عامہ سے نوازا ہے اس کی نظیر علمی دنیا میں مشکل ہے یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں علماء و محدثین کرام نے اس کو اپنی علمی تحقیقات کے لئے منتخب کیا اور اس وقت تک سے لے کر آج تک اس کی ہزار ہا صفحات پر مشتمل سینکڑوں کی تعداد میں شروحات مختلف زبانوں میں منصۂ شہود پر آئی ہیں جن میں سبقت حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی فتح الباری اور حافظ بدرالدین عینیؒ کی عمدہ القاری کو حاصل ہے اور ان کے علاوہ اور بھی کئی شروحات ہیں جن کا احصاء یہاں پر مشکل ہے۔ انہی شروحات میں ایک زیر تبصرہ کتاب تسہیل البخاری ہے۔___ شیخ التفسیر والحدیث عارف باللہ حضرت مولانا عبدالہادی صاحب شاہ منصوری قدس سرہ العزیز جن کی ساری زندگی علوم قرآنیہ اور سنت نبویہ علی صاحبہا الف الف تحیۃ کی ترویج و تبلیغ میں گزری اور ۶۳ سال تک حسبۃ للہ اپنے گاؤں کی مسجد میں ترجمہ وتفسیر قرآن کے ساتھ ساتھ دورۂ موقوف علیہ اور دورۂ حدیث تن تنہا طلبہ کو پڑھاتے رہے۔ طلبہ کی سہولت کی خاطر آپ نے بعض منتہی کتابوں مثلاً بخاری شریف، ترمذی شریف اور مشکوٰۃ المصابیح جیسی کتابوں کی مختصر مگر جامع ترین شروحات تحریر فرماویں، جو اپنی افادیت اور جامعیت کے لحاظ سے انتہائی اہمیت کی حامل ہیں۔ انہی تسہیلات میں ایک تسہیل البخاری بھی ہے کئی سال پیشتر یہ کتابیں معرض وجود اور منصۂ شہود پر آئی تھیں اور عرصہ سے ناپید تھیں۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ یہ کتابیں دوبارہ نئی آب و تاب اور دیدہ زیب طباعت کے ساتھ شائع ہوں تاکہ طلباء اور علمی دنیا اس سے مستفید اور مستفیض ہو سکے۔ چنانچہ خدا بھلا کرے، جناب مولانا فضل امین حقانی صاحب کا کہ انہوں نے اس کی طباعت جدیدہ کا بیڑہ اٹھایا اور کمپیوٹر کتابت دیدہ زیب طباعت اور قیمتی کاغذ سے یہ نایاب سوغات علمی دنیا کے سامنے پیش کیا___ کتاب کی ابتداء میں آپ کے فرزند شیخ القرآن حضرت مولانا انورالہادی صاحب مدظلہ کا کلمۃ التشکر کے عنوان سے بیش قیمت پیش لفظ ہے اس کے بعد دارالعلوم کراچی کے استاذ عربی شیخ محمود تیونسی نے النور البادی فی ترجمۃ الشیخ عبدالہادیؒ کے زیر عنوان عربی زبان میں انتہائی بلیغانہ رنگ میں آپکے حالات زندگی اور سوانح حیات تحریر کی ہیں۔ جس سے کتاب کی جامعیت اور افادیت میں مزید اضافہ ہوا ہے۔ طبع جدید کے

مرتب مولانا فضل امین خان کا کہنا ہے کہ بندہ نے اس پر مزید کام کیا ہے اور بعض تشریح طلب مقامات کی توضیح بھی کی ہے اور ان شاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں ان قیمتی اضافوں کے ساتھ یہ کتاب کافی ضخامت کے ساتھ شائع ہوگی۔

کتاب اپنے اختصار کے باوجود علمی دنیا اور بالخصوص شیوخ الحدیث وطلبہ دورۂ حدیث کے لئے خاصہ کی چیز ہے اور ان شاء اللہ اس کے مطالعہ سے ان کو کافی فائدہ پہنچے گا۔ اللہ تعالیٰ مرتب کو مزید توفیق ارزانی فرمائے کہ حضرت الشیخ کے تمام علمی افادات اسی طرح نئی جلوہ طرازیوں کے ساتھ علمی دنیا کے سامنے پیش کرسکیں۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت الشیخؒ نے خود اپنے قلم سے اس پر فارسی اشعار میں جو تبصرہ کیا ہے وہ بطور تبرک قارئین کے سامنے لائیں تاکہ وہ بھی اس سے محظوظ ہوں۔

طبع شد تسہیل با حجم صغیر　　لیک دارد نکتہ ہائے بے نظیر
مبتدی را علم آرد در مزید　　منتہی را منتہا آرد پدید
مشتمل آمد بہ تقریر سلف　　مذہب ترجیح توقیر حنف

کتاب: مقامات حریری (عربی) ابو محمد قاسم بن علی بن عثمان الحریری البصری متوفی ۵۱۶ھ

مترجم ومحشی: مولانا محمد شیخ صدیق احمد انوروی　　ضخامت: ۱۳۴ صفحات۔　　قیمت ۔/۱۵۰ روپے

ناشر: زمزم پبلشرز کراچی (نزد مقدس مسجد اردو بازار)

ادب عربی میں مقامات حریری کا جو مقام ہے اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ عرصہ دراز سے یہ کتاب درس نظامی میں پڑھائی جاتی ہے اسی وجہ سے اس کی کئی شروحات مختلف زبانوں میں منظر عام پر آئی ہیں۔ اور یہ سلسلہ تا ہنوز جاری ہے اور آئندہ بھی ادباء اور فضلاء اس پر مزید تحقیق کریں گے ان شاء اللہ۔

زیر تبصرہ کتاب کے بیک ٹائٹل پر اس پر کچھ ایسا تبصرہ کیا گیا ہے۔

''حال ہی میں زمزم پبلشرز کراچی نے ابتدائی دس مقاموں کو زیور طباعت سے آراستہ کرنے کا اہتمام کیا ہے جس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ دس مقام تو کم وبیش تمام ہی مدارس عربیہ میں پڑھائے جاتے ہیں اور یہ پہلے طبع بھی ہوچکے ہیں لیکن ضرورت اس بات کی تھی کہ مقامات حریری کا کوئی ایسا نسخہ طبع کیا جائے جو کہ مختصر اور سہل ہونے کے علاوہ زبان و ادب کے ذوق سے مزین ہو۔ ترجمہ دلنشین ہونے کے علاوہ آسان زبان میں کیا گیا ہو۔ لغوی، صرفی تحقیق اور معانی کے استشہادات کو بھی اس میں مدنظر رکھا گیا ہو۔ تاکہ مدارس عربیہ کے طلباء آسانی کے ساتھ اس سے استفادہ کرسکیں اور ان میں عربی ادب وفصاحت وبلاغت کا ذوق پیدا ہوسکے ان ضروریات کا لحاظ رکھتے ہوئے زمزم پبلشرز نے مقامات

حریری کے اس نسخے کی طباعت کا اہتمام کیا جو کہ عرصہ سے ہندو پاک میں بالکل ناپید تھا۔ اس میں صرف دس مقاموں کا سلیس اردو زبان میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ لغات کی صرفی ولغوی تحقیق جامع اور مختصر طریقہ سے کی گئی ہے۔''

طلبہ ادب عربی کیلئے اس کا مطالعہ از حد ضروری ہے۔ ان شاء اللہ دوران درس وتدریس اس سے بہت فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ کتاب میں جابجا پروف کی غلطیاں ہیں جو کہ مطالعہ کے وقت کھٹکتی ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ آئندہ ایڈیشن میں ان اغلاط اان کوتاہیوں کی تصحیح کی طرف توجہ دی جائے گی۔

کتاب: مسائل قربانی　　　مصنف: مولانا محمد عبدالمعبود صاحب　　　ضخامت: ۲۳۰ صفحات

قیمت: درج نہیں　　　ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ صوبہ سرحد

مولانا محمد عبدالمعبود صاحب مدظلہ العالی بزرگ اور محقق عالم دین کئی علمی تحقیقی اور تاریخی کتابوں کے مصنف مؤلف اور بہترین صاحب طرز ادیب ہیں۔ کتابوں کی تصنیف وتالیف کے علاوہ آپ کے موقر قلم سے نکلے ہوئے دقیع مقالات اور مضامین بھی وقتاً فوقتاً ملک بھر کے دینی رسائل اور جرائد میں چھپتے رہتے ہیں جن سے اہل ذوق اور مطالعہ کے دلدادگان حظ وافر اٹھاتے ہیں۔ ماشاء اللہ آپ جب کسی موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں تو موضوع کے متعلق کسی بھی گوشہ کو تشنہ تحقیق نہیں چھوڑتے۔ اور اس کے لئے ہزار ہا صفحات کو کھنگالتے ہیں اور بیسیوں کتابوں کی ورق گردانی کرتے ہیں۔

زیر تبصرہ کتاب مسائل قربانی بھی آپ کی ایک شاہکار علمی اور تحقیقی تصنیف ہے جس میں آپ نے قربانی کی تاریخی وشرعی حیثیت' ایام قربانی' احکام قربانی اور ذبح کے جدید آلات قرآن وحدیث آثار صحابہ اور جمہور فقہاء کرام کے زرین اقوال کی روشنی میں محققانہ اور منصفانہ انداز میں مفصل اور مدلل بحث کی ہے۔ کتاب میں جتنے بھی مباحث ہیں وہ تمام باحوالہ مذکور ہیں۔ صرف ان حوالہ جات کے مطالعہ سے مصنف کی محنت وکوشش کا پتہ چلتا ہے کہ آپ نے کتنی عرقریزی سے یہ کتاب ترتیب دی ہے۔ ابتداء میں مولانا عبدالقیوم حقانی کا وقیع پیش لفظ ہے اور آپ ہی کے زیر اہتمام ادارہ القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ کی طرف سے یہ علمی سوغات مسلمانوں عوام وخواص کے لئے پیش کی گئی۔ اللہ تعالیٰ مصنف کو جزائے خیر سے نوازیں کہ انہوں نے دریا بکوزہ اندر کے مصداق ایسی وقیع کتاب افادہ عام کی خاطر امت کے سامنے پیش کی۔

Brands Icon Award 2008 given to Rooh Afza

کامیابی کا یہ قصّہ نیا نہیں
پھر بھی اتنا ہی تازہ ...

اور اس سال Brands Icon Award کا اعزاز اس قصے کا ایک تازہ ترین باب ہے
جو کہ پاکستان کے صرف سات منفرد برانڈز کو نوازا گیا ہے۔
ایک ایسے برانڈ کے لئے جس نے سو سال سے اپنے اعلیٰ معیار کو مسلسل برقرار رکھا ہوا ہے
یہ اعزاز جیسے روز کی بات ہو۔ گو کہ ہر بار یہ خبر اتنی ہی تازہ ہوتی ہے جیسے کہ دنیا کا سب سے
بہترین روایتی مشروب ... روح افزا

Brands of the Year Award 2008

Consumers Choice Award 2008

Merit Export Award 2007-2008

Brands of the year Award 2008
WWW.BRANDSAWARD.COM

ہمدرد لیبارٹریز (وقف) پاکستان
ISO 9001: 2000 & ISO 22000: 2005 CERTIFIED

Tel (009221) 6616001-4, E-mail: headoffice@hamdard.com.pk, www.hamdard.com.pk

DDB

Regd No. P-90 Monthly "Al-Haq" Akora Khattak

مطبوعات مؤتمر المصنفین جامعہ حقانیہ

نمبر شمار	نام کتاب	تصنیف	افادات	صفحات
۱	حقائق السنن شرح جامع السنن للترمذیؒ	حضرت مولانا سمیع الحق	شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ	۵۳۶
۲۔	دعواتِ حق ۔ (مکمل دو جلد)	" " "	" " " " "	۱۱۹۲
۳۔	قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ	" " "	" " " " "	۴۰۰
۴۔	عبادات و عبدیت	" " "	" " " " "	۸۸
۵۔	مسئلہ خلافت و شہادت	" " "	" " " " "	۱۰۴
۶۔	صحبتے با اہل حق (مجلد)	مولانا عبدالقیوم حقانی	" " " " "	۴۰۸
۷۔	اسلام اور عصر حاضر (مجلد)	حضرت مولانا سمیع الحق	حضرت مولانا سمیع الحق	۴۶۰
۸۔	قرآن حکیم اور تعمیر اخلاق	" " "	" " " " "	۹۶
۹۔	کاروان آخرت (مجلد)	" " "	" " " " "	۴۴۶
۱۰	شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ خصوصی نمبر	مولانا عبدالقیوم حقانی	" " " " "	۱۲۰۰
۱۱۔	قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موقف	حضرت مولانا سمیع الحق	" " " " "	۲۰۸
۱۲	قادیان سے اسرائیل تک	" " "	" " " " "	۲۲۴
۱۳۔	قومی اور ملی مسائل پر جمعیت کا موقف	" " "	" " " " "	-
۱۴۔	میری علمی اور مطالعاتی زندگی (مجلد)	" " "	" " " " "	۵۶۰
۱۵۔	روسی الحاد	" " "	" " " " "	۲۲۰
۱۶۔	فتاویٰ حقانیہ	مولانا مفتی مختار اللہ	حضرت شیخ الحدیث و مفتیان حقانیہ	۳۶۰۰
۱۷۔	خطبات حق	" " "	حضرت مولانا سمیع الحق	۴۵۰
۱۸	نظام اکل و شرب	" " "	" " " " "	۴۵۰
۱۹۔	صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام	مولانا عبدالقیوم حقانی	" " " " "	۵۰۰
۲۰۔	زین المحافل (شرح شمائل ترمذی) جلد دو	مولانا اصلاح الدین	" " " " "	۱۰۵۵
۲۱	مروجہ کرنسی کیلئے معیار نصاب سونا یا چاندی	مولانا مفتی مختار اللہ	مولانا مفتی مختار اللہ	۱۰۰
۲۲	انوارِ حق (جلد اول)	حافظ سلمان الحق حقانی	حضرت مولانا انوار الحق حقانی	۲۶۰

مؤتمر المصنفین ○ جامعہ دار العلوم حقانیہ ○ اکوڑہ خٹک